OEQs انشائیہ

MCQs معروضی

اے ۔ون غزالی گائیڈ

اسلامیات گریڈ ۔6

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	القرآن الکریم	5
2	ایمانیات اور عبادات	9
3	سیرت طیبہ	22
4	اخلاق و آداب	30
5	ہدایت کے سرچشمے / مشاہیر اسلام	48

تعلیمی کیلنڈر اسلامیات گریڈ 6

مارچ / اپریل	مئی / جون	اگست / ستمبر	اکتوبر
(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 7 (ب) حفظ قرآن: سورۃ الانشراح باب دوم: (ا) ایمانیات ٹیکسٹ بک صفحہ 7 تا 10	(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 8 (ب) حفظ قرآن: سورۃ التین باب دوم: (ب) عبادات ٹیکسٹ بک صفحہ 11 تا 27	(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 9 باب سوم: سیرت طیبہ ٹیکسٹ بک صفحہ 28 تا 41	(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 10 (ب) حفظ قرآن: سورۃ القدر باب چہارم: اخلاق و آداب طہارت اور پاکیزگی تا امانت ٹیکسٹ بک صفحہ 42 تا 54

نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ
(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 11 (ج) حفظ و ترجمہ: ربنا افرغ علینا۔۔ باب چہارم: اخلاق و آداب احسان تا حقوق العباد ٹیکسٹ بک صفحہ 55 تا 68	(ج) حفظ و ترجمہ: ربنا ظلمنا انفسنا۔۔۔ باب پنجم: ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ٹیکسٹ بک صفحہ: 69 تا 73	(ا) ناظرہ قرآن: پارہ نمبر 12 (ج) حفظ و ترجمہ: ربنا اغفرلنا۔۔ باب پنجم: ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیر اسلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ٹیکسٹ بک صفحہ 74 تا 86	اعادہ	امتحان

downloaded from https://infohubhimssed.com/

Scanned with CamScanner

باب اوّل: القرآن الکریم

الف: ناظرہ قرآن:۔ پارہ نمبر 7 سے پارہ نمبر 12

ب: حفظِ قرآن:

(1) سورۃ الانشراح (2) سورۃ التین (3) سورۃ القدر

(1) سورۃ الانشراح	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ٪
(2) سورۃ التین	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ٪
(3) سورۃ القدر	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۚ سَلٰمٌ ۟ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪

Downloaded from https://infotehnissised.com/

Scanned with CamScanner

ج: حفظ و ترجمہ:۔

○ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ سورۃ البقرہ: 250

ترجمہ: اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

○ رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ۚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝ سورۃ الاعراف: 23

ترجمہ: اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

○ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝ سورۃ الحشر: 10

ترجمہ: اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ و (حسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

مشق

اساتذہ کرام حصہ حفظ کے مشقی کام کو طالب علموں سے خصوصی نگرانی میں مکمل کروائیں۔ کلامِ پاک کے آداب اور پُر کردہ الفاظ کی صحت اور درستی کا خاص خیال رکھیں۔

1- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ الانشراح مکمل کریں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

___ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝ وَوَضَعۡنَا ___ وِزۡرَكَ ۝

الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۝ وَرَفَعۡنَا ___ ذِكۡرَكَ ۝

فَاِنَّ ___ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝ ___ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝

___ فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝ ___ رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝

جواب:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۝

الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۝ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝

downloaded from https://www.urdubhindsised.com
Scanned with CamScanner

2- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ القدر مکمل کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

....اَنْزَلْنٰهُ ....لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ.... لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ ..... شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ .... كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ .... حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

جواب:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

3- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ التّین مکمل کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ ..... سِيْنِيْنَ ۝ ..... الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝

.....خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ .....اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ..... رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِيْنَ ۝ ..... الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ ..... غَيْرُ

مَمْنُوْنٍ ۝ ..... يُكَذِّبُكَ ..... بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

جواب:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ

مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

4- مثال کے مطابق کالم ''الف'' میں دی گئی آیات کو کالم ''ب'' میں دی گئی آیات کے ساتھ اس طرح ملائیں کہ آیت مکمل ہو جائے۔

کالم ''الف''	کالم ''ب''
ا- رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
ب- رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا	وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝
ج- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا	رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
د- وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

Downloaded from https://informsed.com

Scanned with CamScanner

5- کالم "الف" میں دی گئی ہر آیت کو کالم "ب" میں دیے گئے اُس کے ترجمہ سے ملائیں۔

کالم "الف"	کالم "ب"
ا۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝	اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔
ب۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝	اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔
ج۔ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ	اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔
د۔ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝	اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما۔

6- درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ سبق میں دی گئی سورۃ البقرہ کی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

ب۔ سورۃ الاعراف کی دی گئی آیت مع ترجمہ تحریر کریں۔

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝

جواب: اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

ج۔ سورۃ الحشر کی دی گئی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ و (حسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

7- اساتذہ طلبا و طالبات سے قرآنی دعائیں زبانی یاد کروائیں۔

عملی کام: ☆ سبق میں دی گئی سورۃ الحشر کی آیت مع ترجمہ چارٹ پر خوشخط تحریر کریں اور اسے نمایاں مقام پر آویزاں کریں۔

☆ سورۃ البقرہ اور سورۃ الاعراف کی دی گئی مبارک آیات کو جلی قلم سے مع ترجمہ خوشخط تحریر کریں اور انہیں خوشنما پھول دار چارٹ بنا کے اُس پر چسپاں کریں۔

☆ چارٹس کے نچلے کونے پر طلبہ اپنا نام اور تاریخ باریک قلم سے لکھیں اور مقابلے کے لیے اساتذہ کو دیں۔

اساتذہ کرام سبقت لے جانے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں اور اُن کے بنے ہوئے چارٹس کلاس روم میں نمایاں مقام پر آویزاں کروائیں۔

downloaded from https://lmhmbhmssised.com/

Scanned with CamScanner

بابِ دوم: ایمانیات اور عبادات

حصہ الف۔ ایمانیات

اللہ تعالیٰ پر ایمان

ایمان سے مراد: ایمان سے مراد ہے مان لینا، دل سے تسلیم کر لینا یعنی حق کو حقیقت جان کر اس پر یقین قائم کر لینا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان: ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کائنات یعنی آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے اور سیارے وغیرہ کو پیدا کرنے والا ہے اور کائنات میں موجود ہر شے کا مالک ہے۔ وہی سب کو رزق دینے والا اور وہی سب کو پالنے والا ہے۔ کائنات کی کوئی شے اُس سے پوشیدہ نہیں۔ اُسی کے پاس زندگی اور موت کا اختیار ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ کوئی اُس کی برابری کرنے والا نہیں۔ کائنات کی ہر شے اس کے حکم کی پابند ہے۔

توحید اور رسالت ایمان کا حصہ: ایمان میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین رکھا جائے صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی آسمانی کتابوں اور تمام نبیوں اور رسولوں کو سچا تسلیم کیا جائے۔ حضرت محمد رَسُولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قیامت تک کے لیے آخری رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تسلیم کیا جائے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی گئی آخری کتاب تسلیم کیا جائے۔

توحید

توحید کا معنی اور مفہوم:

توحید سے مراد: توحید کے معنی اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو واحد، یکتا، اور ایک ماننا اور ایک جاننا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا ہے۔

عقیدہ توحید ایمان کی بنیاد: عقیدۂ توحید ایمان کی بنیاد ہے۔ اسلام میں اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام یہی تعلیم لے کر دنیا میں آئے۔

توحید کے بارے میں ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

''وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ'' (سورۃ البقرہ:163)

ترجمہ: اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔

''لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ'' (سورۃ الشوریٰ:11)

ترجمہ: اُس جیسی کوئی چیز نہیں۔

ضروری ہے کہ تمام مشکلات و مصائب میں صرف اسی پر بھروسہ کیا جائے اور اُسی سے مدد طلب کی جائے۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں ہے۔

''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ط'' (سورۃ الفاتحہ:4)

ترجمہ: اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

نظامِ کائنات اور توحید کا ثبوت: اگر ہم کائنات کے نظام پر غور کریں تو سورج ہر روز مقررہ وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ ستارے اپنے اپنے راستوں پر ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر چلتے رہتے ہیں۔ چاند کی منزلیں مقرر ہیں۔ موسم بدلتے اور لوٹ کر آتے رہتے ہیں۔ یہ سارا نظام خود بخود نہیں چل رہا یقیناً کوئی ہستی ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ اگر اُس کی خدائی میں کوئی اور اُس کا شریک ہوتا تو کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی بات پر اختلاف ضرور ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی خالق و مالک ہے، ہماری زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری تمام ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے اس لیے ہمیں صرف اُسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

شرک سے دوری کی ہدایت: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـئًا'' (سورۃ النساء:36)

ترجمہ: ''اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ''۔

اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں مدد مانگی جائے۔ اُس کے سوا کسی کا ڈر یا خوف انسان کے دل میں نہ ہونا چاہیے۔ اُس کے احکام کو اُس کی مرضی کے مطابق پورا کیا جائے۔

عقیدہ توحید کے نتائج: عقیدۂ توحید کی وجہ سے مسلمان کے اندر جرأت، بہادری، صبر، توکل اور یقین جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ عقیدۂ توحید کے ماننے والوں میں اتحاد، مساوات اور اخوت جیسی خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) ایمان سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ایمان سے مراد ہے مان لینا، دل سے تسلیم کر لینا یعنی حق کو حقیقت جان کر اس پر یقین قائم کر لینا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانا جائے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کا کوئی

شریک نہیں، وہ کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، وہ سب کو رزق دینے والا اور سب کا رب (پالنے والا) ہے، زندگی اور موت اس کے اختیار میں ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے کوئی اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ کائنات کی ہر شے اس کے حکم کی پابند ہے۔

(ب) توحید کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: توحید کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو واحد، یکتا اور ایک ماننا اور ایک جاننا ہے۔

(ج) عقیدۂ توحید سے کیا مراد ہے؟

جواب: عقیدہ توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو واحد، یکتا اور ایک ماننا اور ایک جاننا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا ہے۔

(د) عقیدۂ توحید کی وجہ سے انسان میں کون کون سی صفات پیدا ہوتی ہیں؟

جواب: عقیدہ توحید کی وجہ سے مسلمان کے اندر جرأت، بہادری، صبر، توکل اور یقین جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اس کے علاوہ عقیدہ توحید کے ماننے والوں میں اتحاد، مساوات اور اخوت جیسی خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

2. درست جواب منتخب کر کے جملے مکمل کریں۔

(الف) ایمان کا مطلب ________ ہے:

(الف) یقین کر لینا (ب) سمجھ لینا (ج) معلوم کرنا

(ب) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے ______ رسول اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہیں:

(الف) پہلے (ب) دوسرے (ج) آخری

(ج) اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پختہ ________ کا نام ایمان ہے:

(الف) سوچ (ب) یقین (ج) خیال

(د) زندگی اور موت کا ________ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

(الف) اختیار (ب) عمل (ج) ارادہ

(ہ) توحید کا مطلب اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور ایک ________ ہے:

(الف) سوچنا (ب) کہنا (ج) جاننا

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔

(ج) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔

(د) کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔

(ہ) توحید پر یقین ایمان کی بنیاد ہے۔

(و) اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے۔

(ز) ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔

(ح) توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کرنا ہے۔

(ط) اللہ تعالیٰ کی ذات ساری دنیا کا نظام چلا رہی ہے۔

(ی) ہماری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

4. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ	یکتا ہے۔
ب	ہماری زندگی اور موت	ایمان کی بنیاد ہے۔
ج	اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ	اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور ماننا ہے۔
د	حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے	اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔
ہ	کائنات کی ہر شے	اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
و	توحید کا مطلب	آخری رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔
ز	عقیدہ توحید	اللہ تعالیٰ ایک ہے۔
ح	اللہ تعالیٰ کی ذات	ان پر پختہ یقین رکھنے کا نام ایمان ہے۔
ط	حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ جو احکامات اور ہدایات لے کر آئے ہیں	کوئی اس کا شریک نہیں۔

جوابات: (ا) اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ (ب) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ (ج) کوئی اس کا شریک نہیں۔

(د) آخری رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔

(ہ) اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ (و) اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور ماننا ہے۔ (ز) ایمان کی بنیاد ہے۔ (ح) یکتا ہے

(ط) ان پر پختہ یقین رکھنے کا نام ایمان ہے۔

عملی کام: طلبہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں پر مشتمل چارٹ بنائیں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

Scanned with CamScanner

معروضی وانشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. ایمان کی بنیادی ضرورت ہے:

(a) عقیدۂ توحید (b) قرآن کی تلاوت (c) نماز پڑھنا (d) جہاد کرنا

2. عقیدۂ توحید بنیاد ہے:

(a) ایمان کی (b) عبادت کی (c) اخلاق کی (d) نجات کی

3. تمام انبیاء عِلَیْہِمُ السلام نے تعلیم دی ہے:

(a) آسمانی کتابوں کی (b) دنیاداری کی (c) توحید کی (d) آخرت کی

4. صرف اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے:

(a) موت اور زندگی (b) افعال واعمال

(c) خوشنودی اور رضا (d) صداقت اور سچائی

انشائیہ سوالات

1. ایمان کیا ہے؟

جواب: کسی بات کو سچے دل سے مان لینا، اس پر یقین رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کہلاتا ہے۔

2. اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: سچے دل سے یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنا چاہیے۔ ہر شے کا پیدا کرنے والا وہ ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

3. عقیدۂ توحید انسان کے اندر کون سی صفات پیدا کرتا ہے۔

جواب: عقیدۂ توحید سے مسلمان کے اندر جرات اور بہادری، صبر و استقامت، توکل اور یقین جیسی عظیم الشان صفات پیدا ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال کا ارشاد ہے کہ

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

حصہ ب۔ عبادات

اذان، فضیلت واہمیت

اذان کے لغوی معنی: اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے یا اعلان کرنے کے ہیں۔

اذان کے اصطلاحی معنی: مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے بلانے کی غرض سے جو الفاظ بلند آواز میں پکارے جاتے ہیں۔ انہیں "اذان" کہتے ہیں۔

اذان کی امتیازی حیثیت: اذان مسلمانوں کا امتیازی نشان ہے۔ یہ آواز ہر روز پانچ وقت کی نماز کا بلاوا بن کر پوری دنیا میں بلند ہوتی ہے۔ اذان میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا بیان، اُس کی بندگی کی شہادت، اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کا اقرار نیز نماز پڑھنے اور بھلائی پانے کی دعوت شامل ہے۔

اذان کی ابتدا: واقعۂ معراج کے وقت سے ہی مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہو چکی تھی۔ مگر مکہ مکرمہ میں کفار کے شر کی وجہ سے مسلمان علی الاعلان اور باجماعت نماز ادا نہ کر سکتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعمیر ہو چکی تو ضرورت پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز باجماعت کے لیے کیسے بلایا جائے۔

صحابہ کرام کے خواب: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری ؓ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر پکار رہا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمر ؓ نے بھی یہی خواب آکر سنایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تصدیق فرمائی کہ مجھے وحی کے ذریعے اذان کی تعلیم دی جا چکی ہے۔

پہلے مؤذن: چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال ؓ کو اذان کے الفاظ تعلیم فرمائے اور اُن کو اذان دینے پر مامور فرمایا۔

اذان کی اہمیت: مسلمانوں کی زندگی میں اذان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں موجود مذاہب میں عبادت کے لیے بلانے کے مختلف طریقے ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ اذان منفرد اور یکتا ہے۔ اذان سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی واضح ہوتی ہے، اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی شہادت ملتی ہے، نیز انسان کو اس کی فلاح اور کامرانی کا پیغام دیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مسلمان کے لیے حکم: ہر مسلمان کو چاہیے کہ جونہی وہ اذان کے الفاظ سنے تو ان الفاظ کو مؤذن کے ساتھ ساتھ ہلکی آواز میں دہرائے۔

اذان کی فضیلت: مؤذن کو اسلامی معاشرہ میں بلند مقام حاصل ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذنِ رسول تھے۔ اس لیے بڑے بڑے جید صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ) کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اذان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"

ترجمہ: "قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے زیادہ بلند ہوں گی"۔ گویا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان لوگوں کو اذان کے باعث بلند مقام عطا فرمائیں گے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اذان کی وجہ سے مؤذن کی مغفرت کردی جاتی ہے"۔
آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ بھی ارشاد ہے اگر یہ معلوم ہوجائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو ہر شخص آگے بڑھنے کی کوشش کرے حتیٰ کہ فیصلہ کرنے کے لیے قرعہ ڈالنا پڑے۔

اذان سننے سے ایمان کی مضبوطی: ایک سچا مسلمان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو فوراً اپنا آرام اور کام کاج چھوڑ کر مسجد جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جب بار بار اُس کے کانوں میں اپنے رب کا یہ پیغام پہنچتا ہے تو اس کا ایمان مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ اُس کے دل میں اپنے رب کی عظمت ہمیشہ کے لیے بس جاتی ہے۔ اسے یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ اُس کی فلاح نماز کی ادائیگی ہی میں ہے۔

اذان کے فضائل:

1. اذان کی آواز انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا خیال پیدا کرتی ہے۔
2. اذان سنتے ہی انسان دنیاوی کاموں کو چھوڑ دیتا ہے۔ گویا دنیا کی بجائے دین سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔
3. جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔
4. اذان دینے والے مقام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) اذان کے لفظی معنی اور اس کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے یا اعلان کرنے کے ہیں مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے بلانے کی غرض سے جو الفاظ بلند آواز میں پکارے جاتے ہیں انھیں اذان کہتے ہیں۔

اذان کی اہمیت: مسلمانوں کی زندگی میں اذان کو خاص اہمیت حاصل ہے دنیا میں موجود مذاہب میں عبادت کے لیے بلانے کے کئی طریقے ہیں جب کہ مسلمانوں کا عبادت کے لیے بلانے کا طریقہ اذان ہے جو سب سے الگ ہے۔ اذان سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی واضح ہوتی ہے اور حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کی شہادت ملتی ہے نیز انسان کو اس کی بھلائی اور کامیابی کا پیغام دیا جاتا ہے۔

(ب) اذان کی فضیلت بیان کریں۔

جواب: (i) اذان کی آواز انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا خیال پیدا کرتی ہے۔
(ii) اذان سنتے ہی انسان دنیا چھوڑ کر دین کی طرف چلا آتا ہے۔
(iii) جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔
(iv) اذان دینے والے مقام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔
(v) اذان پابندی وقت سکھانے کا ایک ذریعہ ہے۔
(vi) اذان مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی دعوت ہے۔
(vii) جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک موجود ہر چیز قیامت کے دن مؤذن کے حق میں گواہی دے گی۔
(viii) موذن پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(ج) اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟

جواب: اذان کی ابتدا مدینہ شریف میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کے بعد ہوئی جب مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تعمیر ہو چکی تو اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز با جماعت کے لیے کیسے بلایا جائے۔ ایک انصاری حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں کسی شخص سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی پکار سنی حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان خوابوں کی تصدیق کی اور فرمایا کہ مجھے وحی کے ذریعے اذان کی تعلیم دی جا چکی ہے چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اذان کے الفاظ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائے اور اذان کہنے پر ان کی ڈیوٹی لگائی۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) اذان کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(الف) اعلان کرنا (ب) حکم دینا (ج) یاد کرنا

(ب) اذان کی آواز دن میں کتنی مرتبہ بلند ہوتی ہے؟

(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ

(ج) اذان کی آواز بلند کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) مؤذن (ب) مفتی (ج) امام

(د) اذان سنتے ہی شیطان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

(الف) خوش ہوتا ہے (ب) بھاگتا ہے (ج) رو پڑتا ہے

(ہ) اذان کی آواز سے مسلمانوں پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) ایمان مضبوط ہوتا ہے (ب) پریشان ہوتا ہے

(ج) روتا ہے

3. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے کے ہیں	✓	
(ب) اذان کی آواز صرف پاکستان میں بلند ہوتی ہے۔		✗
(ج) ہجرت کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تعمیر ہو چکی تھی۔		✗
(د) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذان کے الفاظ سکھائے۔	✓	
(ہ) اذان کہنے والے کو مؤذن کہتے ہیں۔	✓	

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) اذان کے لفظی معنی اعلان کرنا کے ہیں۔

(ب) نماز باجماعت ادا کرنے کا اعلان اذان کہلاتا ہے۔

(ج) مکہ میں کفر کے شر کی وجہ سے مسلمان باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔

(د) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے الفاظ سکھائے۔

(ہ) اذان کہنے والے کو مؤذن کہتے ہیں۔

(و) اذان کہنے والا بندوں کو نماز کے لیے پکارتا ہے۔

(ز) مؤذن کا اسلامی معاشرے میں بلند مقام ہے۔

(ح) اذان کے وقت شیطان پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔

(ط) اذان مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی دعوت ہے۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. اذان کے لغوی معنی ہیں:

(a) بلاوا (b) آواز (c) پکار (d) ذوق

2. اذان میں سب سے پہلے بیان کی جاتی ہے:

(a) رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی گواہی

(b) اللہ کی بڑائی (d) نماز کے لیے بلاوا

(c) توحید کا اعلان

3. مؤذن کسے کہتے ہیں؟

(a) جماعت کرانے والا (b) نماز پڑھانے والا

(c) اذان دینے والا (d) نماز جنازہ پڑھانے والا

4. اسلام کے پہلے موذن تھے:

(a) حضرت علی رضی اللہ عنہ (b) حضرت بلال رضی اللہ عنہ

(c) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ (d) حضرت انس رضی اللہ عنہ

5. اذان ایک اعلان ہوتا ہے جو مسلمانوں کو دعوت ہے:

(a) ایمان لانے کی (b) نماز باجماعت ادا کرنے کی

(c) نماز اکیلے ادا کرنے کی (d) عبادت کرنے کی

انشائیہ سوالات

1. اذان سے کیا مراد ہے؟

جواب: لغوی معنی:۔ اذان کے لغوی معنی بلاوا یا اعلان کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں اذان سے مراد وہ مخصوص کلمات ہیں جو مسلمانوں کو نماز کے لیے بلانے کی غرض سے با آواز بلند ادا کیے جاتے ہیں۔

اذان کا مفہوم:۔ اذان میں سب سے پہلے اللہ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ پھر توحید کی گواہی دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ گواہی بھی دی جاتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ پھر نماز اور کامیابی کی طرف بلایا جاتا ہے اور آخر میں پھر اللہ کی عظمت اور توحید بیان کی جاتی ہے۔

2. اذان کے کون کون سے فائدے ہیں؟

جواب: (1) اذان نماز کے اعلان کا ایک ذریعہ ہے۔ (2) اذان مسلمانوں کی زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔ (3) موذن کی آواز سن کر نمازی مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ان تمام نمازیوں کو اذان کا جواب دینے اور نماز پڑھنے کا ثواب

downloaded from https://infohubhmssed.com/

Scanned with CamScanner

ملے گا اور ان سب کی عبادت کا مؤذن کو بھی ثواب ملے گا۔ (4) اذان مسلمانوں کے ایمان کو تازہ کرتی ہے۔ (5) اذان وقت کی پابندی کا درس دیتی ہے۔

نماز کی اہمیت و فضیلت اور فرائض

نماز: اللہ تعالیٰ انسانوں کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ لہٰذا صرف اُسی کی عبادت کی جائے اور اُسی کی بڑائی اور پاکیزگی بیان کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نماز اور دیگر ارکانِ اسلام کی ادائیگی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" (سورۃ الذّٰریٰت: 56)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

نماز کے لغوی معنی: نماز عربی زبان کے لفظ "صلوٰۃ" کا ترجمہ ہے۔ صلوٰۃ کے معنی "دعا" کے بھی ہیں۔

نماز کے اصطلاحی معنی: نماز سے مراد وہ عبادت ہے جس کا دن رات میں پانچ مرتبہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں دیگر عبادات سے بڑھ کر کثرت اور تاکید سے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

نماز کی فضیلت و اہمیت: اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز دوسرا رکن ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور پنجگانہ حاضری کا سنہری موقع فراہم کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے، دعا مانگنے اور اُس کا قرب حاصل کرنے کا بے مثال ذریعہ بھی ہے۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اُس نے گویا پورے دین کو قائم کر دیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اُس نے گویا پورے دین کو چھوڑ دیا۔

نماز پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے اور نہ پڑھنے والا کفر کے قریب ہوتا ہے۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بے شک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے مومنین کی خاص صفت قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ: اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا (الروم: 31)

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: **ترجمہ:** نماز مومن کی معراج ہے۔

فرائضِ نماز: فرائض نماز درج ذیل ہیں:

(الف) تکبیر تحریمہ: وضو اور نماز کی نیت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر "اللہ اکبر" کہنا "تکبیر تحریمہ" کہلاتا ہے۔ تکبیر کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنا اور تحریمہ کا مطلب ہے حرام قرار دینا۔ یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد نماز کے سوا دوسرے تمام کام نمازی پر حرام ہو جاتے ہیں۔

(ب) قیام و قرأت: قیام کا مطلب ہے سیدھا کھڑا ہونا۔ نماز میں قیام سے مراد اتنی دیر سیدھا کھڑا ہونا ہے کہ جس میں قرآن کی اتنی قرأت ہو سکے جو فرض ہے۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں امام سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی آیات / سورۃ تلاوت کرتا ہے اسے قرأت کہتے ہیں۔

(ج) رکوع: رکوع کے معنی ہیں جھکنا۔ قرأت ختم کر کے اللہ اکبر کہہ کر گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھکنا رکوع کہلاتا ہے۔ سر، گردن اور کمر ایک سیدھ میں زمین کے متوازی ہوتے ہیں اور زبان سے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہہ کر اللہ کی پاکیزگی اور عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے۔

(د) سجدہ: سجدہ کی حالت میں نمازی اپنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر رکھ کر اپنے رب کے حضور سربسجود ہو جاتا ہے۔ سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے۔ سجدہ میں نمازی "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کہہ کر اپنی عاجزی اور اپنے رب کی پاکی اور بڑائی کا اظہار و اقرار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ حالت بہت پسند ہے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوتے ہیں۔ جس طرح نماز مومن کی معراج ہے۔ اسی طرح سجدہ نماز کی معراج ہے۔

(ہ) قعدہ اور تشہد: دوسری اور آخری رکعت میں سجدے کے بعد بیٹھنے کو "قعدہ" کہتے ہیں۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھی جاتی ہے۔ تشہد کا مطلب ہے گواہی دینا۔ تشہد میں اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ "تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں" آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف کے بعد کوئی مسنون دعا پڑھ کر سلام پھیرا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے" (سورۃ العنکبوت: 45)

نماز پڑھنے سے انسان روحانی و جسمانی گندگی اور غلاظتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نماز مسلمانوں میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے، نماز ایک امام کے پیچھے باجماعت رہنے کا درس دیتی ہے نیز باہمی ہمدردی، مساوات، اخوت اور بھائی چارے کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز انسان کو بدکاری اور گناہوں سے روکتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔ نماز جنت میں داخلے کا ذریعہ اور مومن کی پہچان ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

Scanned with CamScanner

(الف) نماز سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہمیت اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: نماز سے مراد: نماز عربی لفظ صلوٰۃ کا ترجمہ ہے جس کا معنی ہے "دعا" لیکن نماز سے مراد وہ عبادت ہے جو دن رات میں پانچ مرتبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اہمیت و فضیلت: اسلام کے پانچ ارکان ہیں کلمہ پڑھ کر جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اسلام کے اس دوسرے رکن کا اس وقت سے پابند ہو جاتا ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے نماز اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے، اس کا قرب حاصل کرنے اور دعا مانگنے کا بے مثال ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور نماز مومن کی معراج ہے۔

(ب) فرائض نماز کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (i) تکبیر تحریمہ: وضو اور نماز کی نیت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر "اللہ اکبر" کہنا تکبیر تحریمہ کہلاتا ہے۔ یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد نماز کے سوا دوسرے تمام کام نمازی پر حرام ہو جاتے ہیں۔

(ii) قیام و قرأت: نماز میں قیام سے مراد اتنا عرصہ سیدھے کھڑے ہونا ہے کہ جس میں قرآن کی اتنی قرأت ہو سکے جو فرض ہے فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں امام سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیات تلاوت کرتا ہے۔ یہ قرأت کہلاتی ہے۔

(iii) رکوع: گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنا اور "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کم از کم تین بار کہنا رکوع کہلاتا ہے۔

(iv) سجدہ: سجدہ کی حالت میں نمازی اپنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر رکھ کر اللہ کے آگے سجدہ کرتا ہے اور "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہہ کر اللہ کی بڑائی اور اپنی عاجزی و انکساری کا اقرار کرتا ہے۔

(v) قعدہ و تشہد: دوسری اور آخری رکعت میں سجدہ کے بعد بیٹھا جاتا ہے اسے قعدہ کہتے ہیں۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور کوئی مسنون دعا پڑھی جاتی ہے اور سلام پھیرا جاتا ہے۔

(ج) نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے کیسے روکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔

جب ایک مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے۔ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا یقین اور پختہ ہوتا جاتا ہے۔ وہ معاشرے میں وقت گزارتے ہوئے ان برے کاموں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو عام حالات میں لوگ کر جاتے ہیں اور ذرا بھی سوچتے نہیں۔ وہ انسان جھوٹ سے بچتا ہے۔ غیبت سے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی راہنمائی کرتے ہیں اور وہ نیکیوں کا پیروکار بنتا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان نماز بھی پڑھتا ہے اور برے کام بھی نہیں چھوڑتا تو یوں سمجھو کہ اس کی نماز وہ نماز نہیں جس کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ نماز ریاکاری والی نماز ہوگی۔ دکھاوے والی نماز ہوگی۔ صحیح نماز وہی ہے جو انسان سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر دے۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) صلوٰۃ کا مطلب کیا ہے؟

(الف) نیکی **(ب) دعا** (ج) ثواب

(ب) نماز کی ادائیگی روزانہ کتنی مرتبہ فرض ہے؟

(الف) پانچ (ب) سات (ج) نو

(ج) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کس عبادت کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے؟

(الف) کلمہ (ب) روزہ **(ج) نماز**

(د) تکبیر کے معانی کیا ہیں؟

(الف) اللہ کی بڑائی بیان کرنا (ب) اچھی بات بیان کرنا (ج) نماز ادا کرنا

(ہ) نماز کس کی پہچان ہے؟

(الف) انسان **(ب) مومن** (ج) غیر مومن

3. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) نماز کے لیے عربی زبان میں الصلوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔	✓	
(ب) دین اسلام کی بنیاد تین ارکان پر ہے۔		✗
(ج) جو کوئی نماز ترک کر دے، وہ کفر و شرک کے قریب ہوتا ہے۔	✓	
(د) نماز کے ذریعے بندہ اپنے خالق سے ہم کلام ہوتا ہے۔	✓	
(ہ) آخرت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔	✓	

Scanned with CamScanner

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) نماز کے لیے عربی زبان میں الصلوٰۃ کا لفظ ہے۔

(ب) نماز دین کا ستون ہے۔

(ج) مومن اور کافر میں فرق نماز کا ہے۔

(د) نماز مومن کی معراج ہے۔

(ہ) فرائض نماز کو نماز کے ارکان بھی کہا جاتا ہے۔

(و) تکبیر کا معنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا ہے۔

(ز) رکوع کا معنی جھکنا ہے۔

(ح) سجدہ نماز کا اہم رکن ہے۔

(ط) تشہد کا مطلب گواہی دینا ہے۔

عملی کام: طلبہ/اُستاد کی مدد سے نمازوں کے اوقات چارٹ پر تحریر کریں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. اسلام ایک سچا دین ہے اور ہمیں سکھاتا ہے:
(a) دنیا کی تمام نیک باتیں (b) آخرت کی تمام نیک باتیں
(c) مادی باتیں **(d)** دنیا اور آخرت کی تمام نیک باتیں

2. رکن کے معنی ہیں:
(a) فرش **(b)** ستون (c) چھت (d) دیوار

3. ہر عمارت کھڑی ہوتی ہے:
(a) چھت پر (b) دیواروں پر **(c)** ستونوں پر (d) چٹائی پر

4. نماز میں ہم ادب سے کھڑے ہوتے ہیں:
(a) نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے
(b) فرشتوں کے سامنے **(c)** اللہ تعالیٰ کے سامنے
(d) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سامنے

5. نماز میں ہم جب رکوع میں جھکتے ہیں تو اللہ کے سامنے کرتے ہیں:
(a) گریہ زاری (b) منت (c) حاجت **(d)** عاجزی

6. زمین پر پیشانی رکھ کر سجدے کی حالت میں عاجزی کی انتہا ہو جاتی ہے:
(a) نماز میں (b) روزے میں (c) حج میں (d) زکوٰۃ میں

7. انسان اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو جاتا ہے:
(a) رکوع میں (b) قیام میں **(c)** سجدے میں (d) قعدہ میں

8. برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے:
(a) خیرات **(b)** نماز (c) زکوٰۃ (d) حج

9. نماز میں نظم و ضبط کی عادت پختہ ہوتی ہے:
(a) صف بندی کرنے سے (b) امام کی پیروی کرنے سے
(c) اکیلے کھڑا ہونے سے **(d)** صف بندی کرنے اور امام کی پیروی کرنے سے

10. نماز سے پیدا ہوتا ہے:
(a) اتفاق (b) اتحاد (c) نفاق **(d)** اتفاق اور اتحاد

11. نماز پڑھنے والوں میں پیدا ہوتی ہے:
(a) ہمدردی (b) محبت (c) لیاقت **(d)** ہمدردی اور محبت

12. سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھا جاتا ہے:
(a) سجدے میں **(b)** رکوع میں (c) قیام میں (d) نیت میں

13. باجماعت نماز سے مراد ہے:
(a) پنجگانہ نماز (b) جمعہ کی نماز پڑھنا
(c) گھر میں نماز پڑھنا **(d)** مسجد میں اکٹھے نماز پڑھنا

14. سجدہ میں پڑھا جاتا ہے:
(a) سبحان ربی العظیم **(b)** سبحان ربی الاعلی
(c) سبحان اللہ (d) ربنا لک الحمد

15. تشہد اور سلام پڑھے جاتے ہیں:
(a) قیام میں (b) رکوع میں (c) سجدہ میں **(d)** قعدہ میں

16. "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" یہ آیت ہے:
(a) سورۃ الذّٰریٰت کی (b) سورۃ الرحمٰن کی
(c) سورۃ الروم کی (d) سورۃ التغابن کی

17. اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز رکن ہے:
(a) پہلا **(b)** دوسرا (c) تیسرا (d) چوتھا

18. درج ذیل ایک ترجمہ قرآنی آیت کا ہے:
(a) بے شک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے
(b) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے
(c) نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا (d) نماز مومن کی معراج ہے

19. بے شک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے:
(a) روزہ **(b)** نماز (c) زکوٰۃ (d) حج

20. فرائض نماز کی صحیح فہرست ہے:
(a) تکبیر تحریمہ، قیام، اذان، رکوع (b) قیام و قرأت، دعا، سجدہ، رکوع
(c) تکبیر تحریمہ، قیام و قرأت، رکوع و سجود، قعدہ و تشہد
(d) اذان، وضو، قیام و قرأت، قعدہ و تشہد

21. تکبیر تحریمہ کا مطلب ہے:
(a) نعرہ تکبیر اللہ اکبر کہنا (b) اللہ کی بڑائی بیان کرنا
(c) حرام قرار دینا **(d)** دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنا

22. سجدہ کی حالت میں زمین پر جو جسمانی اعضا رکھے جاتے ہیں:
(a) پیٹ، پیشانی، ناک، ہاتھ، پاؤں

Scanned with CamScanner

(b) ماتھا، ناک، ایک ہاتھ، ایک پاؤں (c) کہنیاں، ہاتھ، پاؤں، پیشانی
(d) پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے

23. تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے:
(a) قیام کے دوران (b) سجدے میں (c) رکوع میں (d) آخری قعدہ میں

انشائیہ سوالات

1. نمازوں کے نام کیا ہیں؟
جواب: نمازوں کے نام: فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء۔

2. نماز کے کوئی سے پانچ فائدے بیان کریں؟
جواب: i- نماز پڑھنے سے انسان پاک اور صاف رہتا ہے۔
ii- نماز سے وقت کی پابندی کی عادت پڑتی ہے۔
iii- نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔
iv- نماز سے دل کو سکون ملتا ہے۔ v- نماز میں صف بندی اور امام کی پیروی کرنے سے نظم وضبط کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

3. قیام کے لفظی معنی کیا ہیں؟
جواب: قیام کے لفظی معنی ہیں "سیدھا کھڑا ہونا"۔

4. سجدے میں کون کون سے اعضا کو زمین پر لگایا جاتا ہے؟
جواب: دونوں پاؤں کے پنجے، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، ناک اور پیشانی۔

5. قعدہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: دوسری اور آخری رکعت کے آخر میں دونوں سجدوں کے بعد دو زانو ہو کر بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں۔

6. نماز سے کیا مراد ہے؟
جواب: نماز عربی لفظ صلوٰۃ کا ترجمہ ہے جس کا معنی ہے "دعا" لیکن نماز سے مراد وہ عبادت ہے جو دن رات میں پانچ مرتبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

7. انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.
ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

8. نماز کی فضیلت واہمیت بیان کریں۔
جواب: اسلام کے پانچ ارکان ہیں کلمہ پڑھ کر جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اسلام کے اس دوسرے رکن کا اس وقت سے پابند ہو جاتا ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے نماز اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے، اس کا قرب حاصل کرنے اور دعا مانگنے کا بے مثال ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور نماز مومن کی معراج ہے۔

نمازِ جنازہ اور اس کی اہمیت

نماز جنازہ کا مفہوم: دنیا میں انسان کی جان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ ہر انسان کو زندگی کی مقررہ مدت پوری ہونے پر موت آتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر اعمال کا جواب دینا ہے۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (سورۃ الانبیاء: 35)
ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

جب کسی مسلمان کا انتقال ہوتا ہے تو دوسرے مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ نماز جنازہ میت کے لیے مغفرت کی اجتماعی دعا ہے۔ دین اسلام میں حکم ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز جنازہ میں شرکت کریں۔

میت سے مراد: فوت ہونے والا شخص، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، "میت" کہلاتا ہے۔

کفن کیا ہے؟ میت کو اسلامی طریقے کے مطابق غسل دے کر "کفن" پہنایا جاتا ہے۔ مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورتوں کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔

نماز جنازہ فرض کفایہ: نماز جنازہ اگرچہ سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اگر کچھ لوگ بھی ادا کر لیں تو باقی لوگوں کو معاف ہو جاتی ہے اسلام میں ایسے فرض کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔ کفن پہنانے کے بعد میت کے لیے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور پھر میت کو احترام کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ: نماز جنازہ جماعت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ سب لوگ امام کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نماز جنازہ کی تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ جن میں ثنا، درود پاک اور میت کی مغفرت کے لیے دعا کر کے سلام پھیرا جاتا ہے۔

نماز جنازہ کی دینی ومعاشرتی اہمیت: نماز جنازہ ایک اہم عبادت ہے۔ اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ نماز جنازہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسلمان نہ صرف انتقال کرنے والوں کی دعائے مغفرت میں بلکہ غم زدہ ساتھیوں کے دکھ سکھ میں بھی برابر کے شریک ہیں۔ نماز جنازہ ادا کرنے سے مسلمانوں میں میت کے وارثوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ باہمی غمگساری سے دوسروں کے دکھ میں شرکت اور ان کی دل جوئی سے دل کو سکون ملتا ہے۔ نماز جنازہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی علامت ہے اس سے آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور اعمال کی جواب دہی کا احساس زندہ ہوتا ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) نماز جنازہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: نماز جنازہ سے مراد وہ نماز ہے جو کسی مسلمان میت کے لیے مغفرت کی اجتماعی دعا کے لیے پڑھی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

(ب) نماز جنازہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز جنازہ جماعت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ سب لوگ امام کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نماز جنازہ کی تکبیریں کہی جاتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر درود اور میت کی بخشش کے لیے دعا کر کے سلام پھیرا جاتا ہے۔ اس نماز کو کھڑے کھڑے ہی پڑھا جاتا ہے۔ اس میں کوئی رکوع و سجود نہیں ہوتا نہ ہی اذان اور تکبیر کہی جاتی ہے۔

(ج) نماز جنازہ کی دینی و معاشرتی اہمیت کیا ہے؟

جواب: نماز جنازہ کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ اس کے ذریعے مسلمان نہ صرف مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں بلکہ میت کے ورثاء کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کرتے ہیں۔ باہمی غم گساری اور دوسروں کے دکھ میں شرکت سے مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد کو تقویت ملتی ہے۔ نماز جنازہ سے آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور اعمال کی جواب دہی کا احساس زندہ ہوتا ہے۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) میت کی مغفرت کے لیے جو دعا کی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟
(الف) نماز تسبیح **(ب) نماز جنازہ** (ج) نماز استسقاء

(ب) نماز جنازہ کی ادائیگی سے پہلے کیا ضروری ہے؟
(الف) کفن پہنانا (ب) خوشبو لگانا (ج) دعا کرنا

(ج) نماز جنازہ میں میت کہاں رکھی جاتی ہے؟
(الف) امام کے سامنے (ب) امام کے دائیں طرف (ج) امام کے بائیں طرف

(د) نماز جنازہ میں شرکت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟
(الف) آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے (ب) رسم ادا ہوتی ہے (ج) تعلق بڑھتا ہے

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ہر جاندار نے موت کا مزا چکھنا ہے۔
(ب) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔
(ج) نماز جنازہ سے پہلے میت کو غسل دیا جاتا ہے۔
(د) نماز جنازہ میں شرکت سے آدمی کا آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے۔

4. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	دنیا کی ہر چیز	میت کو کفن پہنایا جاتا ہے
ب	ہر جاندار کو موت کا	کفایہ ہے
ج	نماز جنازہ میت کے لیے	مزا چکھنا ہے
د	نماز جنازہ فرض	فانی ہے
ہ	نماز جنازہ سے پہلے	مغفرت کی اجتماعی دعا ہے

معروضی و انشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔
(a) جماعت کی صورت میں (b) گروہ کی صورت میں (c) الگ الگ (d) جیسے مرضی پڑھ لیں

2. نماز جنازہ کی حیثیت ہے۔
(a) فرض عین کی **(b) فرض کفایہ کی** (c) سنت کی (d) نفل کی

3. میت کو غسل دے کر اسے ایک اُجلا لباس پہناتے ہیں جسے کہا جاتا ہے۔
(a) احرام (b) لباس جنازہ **(c) کفن** (d) لباس میت

4. فرض کفایہ کا مطلب ہے کہ نماز جنازہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے اگر۔
(a) علاقے کے کچھ لوگ اسے ادا کریں
(b) علاقے کے سب لوگ اسے ادا کریں
(c) علاقے کے اہم لوگ اسے ادا کریں
(d) علاقے میں سے کوئی بھی اسے ادا کرے

5. جو نماز انفرادی طور پر ادا نہیں کی جا سکتی وہ ہے۔
(a) نماز تہجد (b) تمام فرض نمازیں (c) نماز فجر **(d) نماز جنازہ**

6. "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط" کا مطلب ہے:
(a) ہر انسان فانی ہے (b) دنیا کی ہر چیز فانی ہے (c) ہر پرندہ نے مرجانا ہے **(d) ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے**

7. انسان کی جان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:
(a) حلیہ (b) انعام **(c) امانت** (d) تحفہ

8. نماز جنازہ میت کے لیے ہے:
(a) مغفرت کی اجتماعی دعا (b) فرض کفایہ (c) ضروری اور لازمی (d) ایک تحفہ

9. مرد کے کفن میں کپڑے ہوتے ہیں:
(a) دو **(b) تین** (c) چار (d) پانچ

Scanned with CamScanner

10. نماز جنازہ مسلمانوں کے لیے:

(a) سنت ہے (b) فرض ہے (c) فرض کفایہ ہے (d) فرض واجب ہے

انشائیہ سوالات

1. نماز جنازہ میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر درود اور میت اور اہل اسلام کے گناہوں کی مغفرت کے لیے مسنون دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

2. فرض کفایہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: فرض کفایہ وہ فرض ہوتا ہے جسے آبادی کے کچھ لوگ ادا کر دیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو آبادی کے تمام لوگ گناہ گار ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

3. میت سے کیا مراد ہے؟

جواب: فوت ہونے والا شخص مرد، عورت، جوان، بچہ، بوڑھا سب میت کہلاتے ہیں۔

4. موت کے بارے میں قرآن مجید کا حکم کیا ہے؟

جواب: ہر انسان کو زندگی کی مقررہ مدت پوری ہونے پر موت آنی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر جواب دینا ہے دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

5. میت کے کفن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: میت کو اسلامی طریقے سے غسل دے کر جو کپڑے پہنائے جاتے ہیں اس کو کفن کہتے ہیں مرد کے کفن میں تین کپڑے جب کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔

حج

حج: اسلام کے پانچ ارکان میں حج پانچواں رکن ہے۔

حج کا لغوی معنی: حج عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "ارادہ" کے ہیں۔

عازمین حج سے مراد: جو حج کرنے کی غرض سے دنیا بھر کے مسلمان سفر اختیار کرتے ہیں۔ وہ مسلمان عازمین حج کہلاتے ہیں۔ یہ سعودی عرب کے شہر مکہ معظمہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف میں اور دوسرے مقدس مقامات پر حاضری دیتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔

حج کا وقت: حج اسلامی سال کے آخری مہینہ ذوالحج میں ادا کیا جاتا ہے۔

مناسک حج سے مراد: یہ ایسی جامع عبادت ہے جو کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ عبادات مناسک حج کہلاتی ہیں۔ یہ 8 ذوالحج کی صبح کو شروع ہوتی ہیں اور مسلسل پانچ دن جاری رہتی ہے اور 12 ذوالحج کی شام کو مکمل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح حج کا مبارک فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

بیت اللہ شریف: مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف واقع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے صدیوں قبل اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا تھا۔

انبیاء کی دعا: انھوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو قبول فرمالے، ان کی اولاد میں سے فرمانبردار امت پیدا فرما اور اس شہر کو امن و ثمرات کا شہر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی۔ بیت اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا گھر اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ اور عبادت کا مرکز ہے۔

حج کی اہمیت و فضیلت: حج مسلمانوں کا عظیم دینی اجتماع ہے۔ یہ ایک عالمگیر اور جامع عبادت ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں اور ایک جیسا لباس زیب تن کر کے فریضۂ حج ادا کرتے ہیں۔

حج کی ادائیگی ہر عاقل، بالغ، صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط

(سورۃ آل عمران: 97)

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق (فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔

دین اسلام میں حج کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حج ادا کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ لیکن استطاعت کے باوجود فریضۂ حج ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حج مسلمانوں میں روحانی پاکیزگی حاصل کرنے، زندگی بھر کے گناہ بخشوانے، آئندہ گناہوں سے بچنے اور باہمی اتحاد اور نظم و ضبط پیدا کرنے کا بے مثال ذریعہ ہے۔ یہ

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے گھر میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بہترین
موقع فراہم کرتا ہے۔
حج کے روحانی اور دنیاوی فوائد: حج کے بے شمار روحانی اور دنیاوی فوائد ہیں مثلاً:
(الف) حج کے عمل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص وابستگی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔
(ب) مختلف ممالک سے مکہ مکرمہ پہنچنے والے مسلمانوں کو حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ
کے گھر میں لبیک کہنے اور اجتماعی عبادت کرنے کا سنہری موقع میسر آتا ہے۔ نیز
طویل سفر کے دوران سیر و سیاحت کا وسیع تجربہ بھی حج کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔
(ج) حج ہر رنگ و نسل کے مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں ایک ہی مرکز پر لاکھوں
کی تعداد میں جمع کرتا ہے۔ جو اجتماعی عبادت کے ذریعے گناہوں کی معافی مانگتے
ہیں اور روحانی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔
(د) مسلمان حج کی بدولت اپنے دینی اتحاد و اتفاق کا نمونہ پوری دنیا کے سامنے
پیش کرتے ہیں۔
(ہ) حج دینی، علمی و عالمی مسائل سے واقفیت اور دلچسپی کا موقع مہیا کرتا ہے۔
(و) حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں دنیا بھر سے ہر قسم
کا مال تجارت کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس سے بین الاقوامی تجارت فروغ پاتی ہے۔
(ز) دنیا بھر کے عازمین حج جب ایک جیسے لباس میں ایک جیسی صدائیں
بلند کرتے ہیں اور ایک جیسے مناسک ادا کرتے ہیں تو حج ان کے اندر برابری اور
مساوات کا خاص احساس پیدا کرتا ہے۔ جو ہر اعلیٰ و ادنیٰ اور ہر رنگ و نسل کا فرق
مٹا دیتا ہے۔
(ح) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حاجی اپنے گھر بار چھوڑ کر حج کے واسطے مشقت
بھرا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح حج ان کو دنیا کے عیش و آرام چھوڑ کر مالک حقیقی
کی بھی راہ اختیار کرنے کی تربیت دیتا ہے۔
(ط) حاجی منیٰ کے مقام پر جب سنتِ ابراہیمی کے مطابق قربانی کرتے ہیں تو
اس طرح حج ان کو ذاتی مال و دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی تربیت
فراہم کرتا ہے۔
(ی) منیٰ میں مسلسل تین دن رمی کے ذریعے شیطانوں کے مقامات پر کنکر
برسائے جاتے ہیں اور شیطان سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ حج اس تربیت سے
حاجیوں کو انسان کے کھلے دشمن شیطان سے بچاؤ کا موثر سبق دیتا ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. مختصر جواب دیں۔

(الف) حج کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کریں۔

جواب: حج عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ارادہ کے ہیں اور ارادہ سے مراد سفر کرنے کا ارادہ ہے۔ جو حج کرنے کی غرض سے دنیا بھر سے مسلمان اختیار کرتے ہیں 8 ذوالحج سے 12 ذوالحج تک مکہ مکرمہ کے مخصوص مقامات پر مناسک حج ادا کرنا بالخصوص 9 ذوالحج کو عرفات میں وقوف کرنا حج کہلاتا ہے۔

حج کی فرضیت: حج کی ادائیگی ہر عاقل، بالغ، صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ جس طرح حج کرنے والے کے لیے بہت اجر و ثواب ہے اس طرح استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے والے کے لیے سخت وعید آئی ہے۔

(ب) حج کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب: حج مسلمانوں کا عظیم دینی اجتماع ہے یہ ایک عالمگیر اور جامع عبادت ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر ایک جیسا لباس (احرام) پہن کر ایک جیسی زبان (تلبیہ) بول کر فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ حج ہر بالغ، عاقل، صاحب استطاعت شخص پر فرض ہے حج ادا کرنے والوں کو بہت سا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو اس کے لیے سخت وعید بھی آئی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ کہ جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(ج) حج کے فوائد بیان کریں۔

جواب: حج کے بے شمار روحانی اور دنیاوی فوائد ہیں مثلاً:

(i) حج کے عمل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص وابستگی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

(ii) مختلف ممالک سے مکہ مکرمہ پہنچنے والے مسلمانوں کو حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے گھر میں لبیک کہنے اور اجتماعی عبادت کرنے کا سنہری موقع میسر آتا ہے۔ نیز طویل سفر کے دوران سیر و سیاحت کا وسیع تجربہ بھی حج کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔

(iii) حج ہر رنگ و نسل کے مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں ایک ہی مرکز پر لاکھوں کی تعداد میں جمع کرتا ہے۔ جو اجتماعی عبادت کے ذریعے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور روحانی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔

(iv) مسلمان حج کی بدولت اپنے دینی اتحاد و اتفاق کا نمونہ پوری دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(v) حج دینی، علمی و عالمی مسائل سے واقفیت اور دلچسپی کا موقع مہیا کرتا ہے۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) حج کے کیا معنی ہیں؟

(الف) قصد یا ارادہ (ب) سچائی (ج) عبادت

(ب) حج ارکانِ اسلام کا کون سا رکن ہے؟

(الف) تیسرا (ب) چوتھا **(ج)** پانچواں

(ج) حج انسان پر زندگی میں کتنی بار فرض ہے؟

(الف) ایک بار (ب) دوبار (ج) تین بار

3. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	حج اسلام کے ارکان میں سے	مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے
ب	حج اسلامی سال کے آخری مہینے	جو بالغ ہو
ج	حج کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت	ارادہ کرنا
د	لفظ حج کا معنی ہے	ذوالحج میں ادا کیا جاتا ہے
ہ	حج اس مسلمان پر فرض ہے	پانچواں رکن ہے

معروضی وانشائیہ سوالات

(مطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. حدیث شریف میں ہے جو شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرے وہ چاہے۔

(a) یہودی مرے یا عیسائی **(b)** یہودی مرے یا نصرانی

(c) کافر مرے یا نصرانی (d) مسلمان مرے یا نصرانی

2. حج کے موقع پر مسلمان کنکریاں مارتے ہیں۔

(a) جمرات پر (b) عرفات پر (c) مزدلفہ پر (d) منیٰ پر

3. ہر بالغ صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے:

(a) روزہ (b) عمرہ **(c)** حج (d) زکوٰۃ

4. حج فرض ہے:

(a) ہر مسلمان پر **(b)** صاحب استطاعت مسلمان پر

(c) اہل علم پر (d) ایک انسان پر

5. رمی جمرات سے مراد ہے:

(a) قربانی کرنا (b) احرام باندھنا

(c) شیطان کو کنکریاں مارنا (d) خطبہ سننا

6. حج کے موقع پر اتحادِ ملی کا درس ہمیں اس طرح ملتا ہے کہ:

(a) ایک مرکز، ایک زبان، ایک لباس

(b) ایک مرکز، قومی زبان، قومی لباس

(c) قومی لباس، عربی زبان، ایک ہی جگہ قیام

(d) ایک ہی وطن سے تعلق، ایک ہی مرکز، ایک ہی رنگ

7. کون سے اشارات حج کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔

(a) برائی و بے حیائی سے نجات، پابندی وقت، طہارت و پاکیزگی

(b) ارادہ کرنا، پانچواں بنیادی رکن، ملی وحدت، عظیم نعمت

(c) مال کو پاک کرنا، تجارت کرنا، بندگی کا اظہار کرنا، ایثار کا مظاہرہ

(d) ضبط نفس، تربیت کردار، رضائے الٰہی کا حصول، نیکی

8. حج کس زبان کا لفظ ہے:

(a) اردو (b) پنجابی (c) فارسی **(d)** عربی

9. بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لیا تھا:

(a) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام

(b) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام

(c) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام

(d) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام

10. حج کی عبادت:

(a) 8 ذوالحجہ کی صبح شروع ہوتی ہیں اور 10 ذوالحجہ کی شام کو ختم ہوتی ہیں

(b) 10 ذوالحجہ کی صبح شروع ہوتی ہیں اور 12 ذوالحجہ کی شام کو ختم ہوتی ہیں

(c) 8 ذوالحجہ کی صبح شروع ہوتی ہیں اور 12 ذوالحجہ کی شام کو ختم ہوتی ہیں

(d) 6 ذوالحجہ کی صبح شروع ہوتی ہیں اور 12 ذوالحجہ کی شام کو ختم ہوتی ہیں

11. حج نہ کرنے پر وعید والی حدیث کے راوی ہیں:

(a) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (b) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(c) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(d)** حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

downloaded from https://infohubbyrasied.com/

Scanned with CamScanner

انشائیہ سوالات

1. حج کے بارے میں قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: حج کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے!

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط

(سورۃ آل عمران: 97)

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق یعنی فرض ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں حج کو دین اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ حج کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

2. تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کیا دعا کی تھی؟

جواب: تعمیر کعبہ کے وقت دونوں باپ بیٹے نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو قبول فرما، ان کی اولاد سے فرماں بردار امت پیدا فرما اور اس شہر کو امن و ثمرات کا شہر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

3. حج کے چند روحانی فوائد بیان کریں۔

جواب: حج کے روحانی فوائد (I) حج کے عمل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص وابستگی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔ (II) حج دینی، ملکی و عالمی مسائل سے واقفیت اور دلچسپی کا موقع مہیا کرتا ہے۔ (III) حج کے ذریعے دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر مالک حقیقی کی بچی راہ اختیار کرنے کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

(IV) حج کے دوران قربانی کی سنت ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال قربان کرنے کی تربیت ملتی ہے۔ (V) رمی جمرات کے ذریعے انسان کے کھلے دشمن شیطان سے بچاؤ کا موثر سبق ملتا ہے۔ (VI) حج سے روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

4. اسلامی عبادات میں حج کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: حج اسلام کا پانچواں رکن ہے حج اسلامی مہینہ ذوالحجہ میں ادا کیا جاتا ہے اس کے لیے مال و زر اور وقت صرف کرنے کے علاوہ کچھ نہ کچھ تکالیف و مصائب بھی اٹھانا پڑتے ہیں۔ یہ ایک عالمگیر اور جامع عبادت ہے۔

5. ایک حدیث پاک میں حج نہ کرنے والے کے بارے میں کیا وعید آئی ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا "جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر" یعنی ایسے شخص کو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے دین اسلام سے ہی خارج کر دیا۔ لہٰذا اگر استطاعت ہو تو حج ضرور کرنا چاہیے۔

6. حج کے دنیاوی فوائد تحریر کریں۔

جواب: حج کے دنیاوی فوائد: (I) طویل سفر کے ذریعے سیر و سیاحت کا وسیع تجربہ بھی حج کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ (II) بین الاقوامی تجارت کو فروغ ملتا ہے۔

(III) حج انسانوں کے اندر بھائی چارگی اور مساوات کا خاص احساس پیدا کرتا ہے۔ جو ہر علاقائی اور ہر رنگ و نسل کا فرق مٹا دیتا ہے۔

(IV) مسلمان حج کی بدولت اتحاد و اتفاق کا نمونہ پوری دنیا کے آگے پیش کرتے ہیں۔

باب سوم سیرت طیبہ

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ: 6 ہجری میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جو تاریخ میں "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ یہ صلح حدیبیہ کے مقام پر ہوئی تھی اس لیے اس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔

پس منظر: مسلمان جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ کعبۃ اللہ کی زیارت کو نہ جا سکے تھے۔ ان کے دل طواف کعبہ کے لیے بے قرار تھے۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا بھی ایسا ہی حال تھا۔

غیبی اشارہ: 6 ہجری میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواب دیکھا کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس خواب کا ذکر فرمایا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بے حد خوش ہوئے۔ انھوں نے اسے غیبی اشارہ سمجھا اور سفر مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کے گرد و نواح کی مسلمان آبادیوں میں یہ اعلان کروا دیا کہ جو لوگ زیارت بیت اللہ کا شوق رکھتے ہیں وہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ روانہ ہونے کی تیاری کر لیں۔

عمرہ کے لیے روانگی: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یکم ذی قعدہ 6 ہجری کو عمرہ کرنے کے ارادہ سے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارادہ خالصتاً عمرہ کا تھا اس لیے اعلان فرما دیا کہ کوئی شخص مسلح نہ ہو۔ صرف تلوار ساتھ ہو اور وہ بھی نیام میں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قربانی کے جانور ساتھ لیے۔ احرام باندھا اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔

طواف میں رکاوٹ: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ معروف راستوں سے ہٹ کر ان جان راستوں پر ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ مگر قریش مکہ نے مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکہ مکرمہ روانگی: قریش مکہ کی سرکشی اور ہٹ دھرمی دیکھ کر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر اہل مکہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ کفار مکہ کو سمجھا سکیں کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک قریش مکہ کو سمجھاتے رہے مگر ان پر اثر نہ ہوا۔

شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افواہ: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے کہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

بیعت رضوان: رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انتہائی جوش و جذبے کے ساتھ بیعت کی۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود اپنے دست مبارک کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھی بیعت لی۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بیعت کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

قریش مکہ کی سفارت کاری: قریش مکہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے مسلمانوں کی صورت حال سے باخبر رہتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے خون عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے قسم کھائی ہے تو وہ ڈر گئے۔ انھوں نے نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس مسلمانوں میں پہنچا دیا بلکہ اپنا ایک سفیر سہیل ابن عمرو کو بھی صلح کی شرائط طے کرنے کے لیے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ اس نے خاصی طویل گفتگو کی تاہم صلح ہو گئی۔

اس بیعت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ترجمہ: (اے پیغمبر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا اور جو (صدق و خلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا۔ (سورۃ الفتح:18)

اس بیعت کو اسی لیے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط: سہیل ابن عمرو کفار مکہ میں بڑا اعلیٰ مقام اور معتبر مانا جاتا تھا۔ اس نے شرائط پیش کیں وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ اگلے سال آئیں اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔
- ☆ تلوار کے علاوہ کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور تلوار بھی نیام میں رہے گی۔
- ☆ مکہ مکرمہ میں جو مسلمان ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اسے نہ روک سکیں گے۔
- ☆ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو اسے واپس کرنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آیا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔
- ☆ عرب قبیلے مسلمانوں یا قریش میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں وہ آزاد ہوں گے۔
- ☆ یہ معاہدہ دونوں فریقوں کے درمیان دس سال کے لیے ہوگا۔

حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی: ابھی یہ شرطیں طے ہوئی تھیں اور معاہدہ باقاعدہ لکھا بھی نہیں گیا تھا کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مسلمان ہو چکے تھے کفار مکہ کی قید سے بیڑیوں سمیت بھاگ کر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کے طالب ہوئے مگر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے انتہائی تحمل اور صبر کے ساتھ ان کو واپس کر دیا کیوں کہ معاہدہ طے پا چکا تھا۔ یہ معاہدہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔

فتح مبین: اگرچہ صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لیے "فتح مبین" قرار دیا۔

دعوت اسلام: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس عرصے میں عرب کے باہر کے قبائل اور حکمرانوں کو خطوط اور سفیروں کے ذریعے اسلام کی دعوت دی۔

فتح مکہ: اگلے دو سالوں میں یعنی 8 ہجری کو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کے دس ہزار لشکر کے ساتھ بغیر کسی خون بہائے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔ مکہ مکرمہ کی فتح گویا پورے عرب کی فتح تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی فتح مبین کی بشارت پوری ہو گئی۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) صلح حدیبیہ سے کیا مراد ہے؟ اس صلح کا پس منظر بیان کیجیے۔

جواب: صلح حدیبیہ سے مراد وہ معاہدہ ہے جو حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان 6 ہجری میں طے پایا۔

صلح حدیبیہ کا پس منظر: ہجرت کو چھ سال ہو چکے تھے لیکن مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت کو نہ جا سکے تھے۔ 6 ہجری میں حضور پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے غیبی اشارہ سمجھا اور سفر مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کم و بیش تعداد کو 1400 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے لیکن کفار مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر کفار مکہ کے پاس بھیجا۔ کفار مکہ نے ان کی کوئی بات نہ سنی تین دن گزر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس نہ آئے اس دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خون عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے بیعت لی۔ کفار اس سارے معاملے سے ڈر گئے انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بھی بھیج دیا اور اپنے ایک نمائندے سہیل ابن عمرو کو کچھ شرائط کے ساتھ صلح کرنے کا کہا۔ اس طرح حدیبیہ کے مقام پر ایک صلح نامہ لکھا گیا جسے تاریخ میں صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔

(ب) بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں؟

جواب: جب مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی تو خونِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی اور اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بھی بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں کیونکہ قرآن مجید کے مطابق اللہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس عمل سے بہت راضی اور خوش ہوا تھا سورۂ فتح میں اس کا ذکر ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ترجمہ: (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا اور جو (صدق و خلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا۔

(ج) بیعتِ رضوان حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے لی گئی؟

جواب: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بیعتِ رضوان کی تھی۔

(د) صلح حدیبیہ کی شرائط کیا تھیں؟

جواب: صلح حدیبیہ کی شرائط:

سہیل ابن عمرو کفارِ مکہ میں بڑا عقل مند اور معتبر مانا جاتا تھا۔ اس نے شرائط پیش کیں وہ درج ذیل ہیں:

(i) مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ اگلے سال آئیں اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔

(ii) تلوار کے علاوہ کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور تلوار بھی نیام میں رہے گی۔

(iii) مکہ مکرمہ میں جو مسلمان ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اُسے نہ روکیں گے۔

(iv) اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو اسے واپس کرنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آیا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔

(v) عرب قبیلے مسلمانوں یا قریش میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں وہ آزاد ہوں گے۔

(vi) یہ معاہدہ دونوں فریقوں کے درمیان دس سال کے لیے ہوگا۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) صلح حدیبیہ کس سن میں ہوئی؟

(الف) 6 ہجری (ب) 2 ہجری (ج) 8 ہجری

(ب) کفار نے صلح کی شرائط کے ساتھ کسے روانہ کیا؟

(الف) ابوجہل (ب) ابوسفیان (ج) سہیل ابن عمرو

(ج) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہلِ مکہ کی جانب سفیر بنا کر بھیجا؟

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حدیبیہ میں صلح کی عبارت کس نے تحریر کی؟

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) صلح کے مطابق دونوں فریقوں میں کتنے سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا گیا؟

(الف) پانچ سال (ب) سات سال (ج) دس سال

(و) بیعتِ رضوان کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لی گئی؟

(الف) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) صلح حدیبیہ کا معاہدہ 6 ھ میں مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے درمیان ہوا۔

(ب) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ چودہ سو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔

(ج) قریشِ مکہ کی سرکشی دیکھ کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر ان کی جانب بھیجا۔

(د) قریشِ مکہ نے سہیل ابن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجا۔

(ہ) صلح حدیبیہ مسلمانوں اور قریشِ مکہ کے درمیان 10 سال کی مدت کے لیے ہوا۔

(و) اللہ تعالیٰ نے صلحِ حدیبیہ کو مسلمانوں کے لیے فتحِ مبین قرار دیا۔

Scanned with CamScanner

4. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) صلح حدیبیہ کا معاہدہ 8 ہجری میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان ہوا۔		x
(ب) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ چودہ سو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔	✓	
(ج) مسلمانوں کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر قریش کی طرف بھیجا گیا۔		x
(د) کفار مکہ نے صلح کی شرائط کے ساتھ سہیل ابن عمرو کو روانہ کیا۔	✓	

عملی کام: طلبہ صلح حدیبیہ کی شرائط خوشخط طریقے سے چارٹ پر تحریر کریں۔

معروضی وانشائیہ سوالات
(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عمرے کے لیے روانہ ہوئے یکم ذی قعدہ:
(a) پانچ ہجری کو (b) چھ ہجری کو (c) سات ہجری کو (d) چار ہجری کو

2. فتح مبین سے مراد ہے:
(a) صبر و تحمل (b) تاریخی امر (c) معاہدہ (d) مکمل فتح

3. رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس مبارک سفر (عمرہ) کی تیاری کا اعلان کرادیا۔
(a) مدینہ کے اردگرد کی آبادیوں میں (b) مکہ کے اردگرد کی آبادیوں میں
(c) طائف کے اردگرد کی آبادیوں میں
(d) تبوک کے اردگرد کی آبادیوں میں

4. حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ عمرہ کے لیے جا رہے تھے۔
(a) 1200 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (b) 1300 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
(c) 1400 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (d) 1500 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

5. جب مسلمان مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ:
(a) جنگ کیلئے جا رہے تھے۔ (b) عمرہ کیلئے جا رہے تھے۔
(c) تجارت کی غرض سے جا رہے تھے۔ (d) صلح کرنے جا رہے تھے۔

6. مکہ فتح ہوا۔
(a) 5 ہجری کو (b) 6 ہجری کو (c) 7 ہجری کو (d) 8 ہجری کو

انشائیہ سوالات

1. مسلمان حدیبیہ کے مقام پر کیوں رک گئے؟
جواب: قریش مسلمانوں کو کسی بھی قیمت پر مکے میں داخل ہونے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھے۔ اس لیے مسلمان حدیبیہ کے مقام پر رک گئے۔

2. بیعتِ رضوان کس خبر کی بنا پر عمل میں لائی گئی؟
جواب: جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو بیعت رضوان لی گئی۔ بعد میں یہ خبر غلط نکلی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔

3. رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں کیا دیکھا؟
جواب: ہجرت کے چھٹے سال (۶ھ) کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

4. صلح حدیبیہ کا معاہدہ کن لوگوں کے درمیان ہوا؟
جواب: یہ معاہدہ مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر طے پایا۔ اس لیے اسے "صلح حدیبیہ" کہتے ہیں۔

5. بیعت رضوان کو تفصیل سے بیان کریں؟
جواب: حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے پاس صلح کا پیغام دے کر بھیجا۔ لیکن انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکے میں روک لیا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دست اطہر پر بیعت کی کہ مر جائیں گے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہ جائیں گے۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود اپنے دست مبارک کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی۔ اس درخت کو شجر رضوان اور اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ بیعت مکمل ہو چکی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔ قرآن حکیم میں اس بیعت کا یوں ذکر کیا گیا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح-۱۸)

ترجمہ: بے شک راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اس درخت کے نیچے۔

Scanned with CamScanner

فرماں رواؤں کو دعوتِ اسلام

صلح حدیبیہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو کفار مکہ کی طرف سے کچھ سکون نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مختلف حکمرانوں اور فرماں رواؤں کو خطوط کے ذریعے دین اسلام کی دعوت دی۔

ان خطوط میں سے چند ایک یہ ہیں:

قیصر روم کے نام خط:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خط کا متن: اللہ کے بندے اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ علیہم السلام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف، اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا اجر دوبارہ دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر اریسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب نہ بنائیں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم اپنے میں سے کسی کو رب بنائیں۔ پس اگر لوگ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

دو عظیم سلطنتیں: آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بڑی طاقتیں تھیں ایک قیصر روم جس کی سلطنت شام تک پھیلی ہوئی تھی، دوسری کسریٰ ایران۔ قیصر نے انہی دنوں میں ایرانیوں کے خلاف کامیاب جنگ لڑی تھی اور اس فتح کی خوشی میں جشن منانے بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ اس کو مبارک باد دینے والوں میں سردار مکہ ابو سفیان بھی تھا۔ جو کہ تجارت کی غرض سے ملک شام میں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سفیر اور ابو سفیان کی تصدیق: جب حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قاصد حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا پیغام لے کر ہرقل قیصر روم کے دربار میں پہنچے تو ہرقل نے صورت حال معلوم کرنے کے لیے ابو سفیان کو بلوایا۔ ہرقل نے ابو سفیان سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں چند سوالات کیے۔ ابو سفیان نے سوالات کا صحیح جواب دیا۔ ہرقل کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سچے نبی ہیں۔ مگر وہ اپنے امراء اور مذہبی پیشواؤں کی مخالفت کے ڈر سے اعلانیہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کر سکا۔

کسریٰ ایران کے نام خط: اس وقت ایران پر خسرو پرویز کی حکمرانی تھی۔ وہ ایک مغرور شہنشاہ تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ایلچی حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر اس کے پاس پہنچے تو اس نے یہ دیکھ کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا نام مبارک اس کے نام سے پہلے لکھا ہوا ہے خط کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اس گستاخی کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ جیسے اس نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعے کے چند روز بعد اس کے اپنے بیٹے شیرویہ نے اسے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

نجاشی کے نام خط: حبش، عرب کا پڑوسی ملک تھا۔ اس پر اصحمہ کی حکومت تھی۔ عرب لوگ اسے "نجاشی" کہتے تھے۔ اس کے پاس جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچا تو اس نے اس نامہ گرامی کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حبش میں ہی پناہ گزین تھے۔ نجاشی نے ان کو اپنے پاس بلوایا اور اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں عقیدت نامہ بھیجا۔ نجاشی کا انتقال سن 9 ہجری میں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

والیٔ مصر کے نام خط: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مصر کے والی مقوقس کو دعوت نامہ بھیجا۔ مصر قیصر روم کے تحت تھا اور مقوقس ہرقل روم کی طرف سے اس ملک کا گورنر مقرر تھا۔ ملک کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کی۔ عزت و احترام کے ساتھ انہیں مہمان رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحائف، غلام، کنیزیں اور خچر بھیجے۔ ایک سفید خچر کا نام "دلدل" تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتی سواری میں استعمال ہوا۔ ایک کنیز کا نام "ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" تھا۔ ان کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جو شیر خوارگی میں ہی رحلت ہو گئے۔

سفارت کے نتائج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے علاوہ بھی اور کئی حکمرانوں اور امیروں کو ایسے ہی تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ ان میں مشرکین کے علاوہ یہود اور نصاریٰ بھی شامل تھے۔ نجاشی، مقوقس اور شاہ بحرین منذر بن ساوی کے نام لکھے ہوئے خطوط آج بھی محفوظ ہیں۔

ان خطوط کے ذریعے کئی حکمران مسلمان ہوئے۔ ان کی رعایا نے اسلام قبول کیا۔ عرب اور اس کے ارد گرد کے چھوٹے بڑے ممالک دینِ اسلام سے آگاہ ہوئے۔ اس طرح پر عرب کی آمد کے لیے ایک وسیع اور طاقتور اسلامی مملکت کا راستہ ملی۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مختلف فرماں رواؤں کو تبلیغی خطوط کیوں روانہ کیے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مختلف فرماں رواؤں کو تبلیغی خطوط اسلام کی دعوت دینے کے لیے روانہ کیے۔

(ب) قیصر روم کے نام لکھے گئے خط کا متن تحریر کریں۔ اس خط کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

جواب: **خط کا متن:** "اللہ کے بندے اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ علیہم السلام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف، اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا اجر

Scanned with CamScanner

دو چارو گے اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر اریسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب نہ بنائیں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم اپنے میں سے کسی کو رب مانیں۔ پس اگر لوگ رخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو۔ ہم مسلمان ہیں"۔

خط کا نتیجہ: اس خط کو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر روم کے پاس لے گئے تھے۔ اتفاق سے انہی دنوں ابوسفیان بھی قیصر روم کے پاس موجود تھا۔ قیصر روم نے ابوسفیان سے بہت سے سوال پوچھے اس نے سوالات کے صحیح جواب دیے ہرقل جان گیا کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سچے نبی ہیں لیکن وہ اپنے امراء اور مذہبی پیشواؤں کی مخالفت کے ڈر سے اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کر سکا۔

(ج) حبشہ کے بادشاہ اور والیٔ مصر نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خطوط پر کس قسم کے جواب دیے؟

جواب: حبشہ میں نجاشی کی حکومت تھی حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا نامہ مبارک اسے ملا تو اس نے اس خط کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ نجاشی نے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عقیدت نامہ بھیجا نجاشی کا انتقال 8 ہجری میں ہوا تو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مصر کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا مقوقس وہاں کا حکمران تھا۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس خط لے کر گئے۔ مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعظیم کی عزت و احترام کے ساتھ انہیں مہمان رکھا حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں قیمتی تحائف، غلام، کنیزیں اور خچر بھیجے۔

(د) شاہ ایران نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خط کو سن کر کیا رویہ اختیار کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: ایران پر ان دنوں خسرو پرویز کی حکومت تھی اس نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خط میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا نام اپنے نام سے پہلے لکھا دیکھا تو وہ غصے سے آگ بگولا ہوگیا۔ اس نے خط کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اس کی اس گستاخی کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا: جیسے اس نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا چند ہی دن بعد اس کے بیٹے نے اسے قتل کر کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) ہرقل نے صورتحال معلوم کرنے کے لیے کس کو بلوایا؟

(الف) ابوجہل (ب) ابوسفیان (ج) ابولہب

(ب) قیصر روم جنگ کی فتح کا جشن منانے کہاں آیا ہوا تھا؟

(الف) حبشہ (ب) مکہ مکرمہ (ج) بیت المقدس

(ج) خسرو پرویز کے پاس حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا خط کون لے کر گئے؟

(الف) حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) نجاشی کا انتقال کب ہوا؟

(الف) 8 ہجری (ب) 9 ہجری (ج) 10 ہجری

(ہ) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کس کے ہاتھ والیٔ مصر کو دعوت نامہ بھیجا؟

(الف) عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3. فرماں رواؤں کے ناموں کو ان کے ملک کے نام سے ملائیں۔

فرماں روا	ملک
خسرو پرویز	حبشہ
مقوقس	ایران
نجاشی	روم
ہرقل	مصر

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے عہد نبوت میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک <u>قیصر روم</u> اور دوسری کسریٰ ایران۔

(ب) قیصر روم کو مبارکباد دینے والے سردار مکہ کا نام <u>ابوسفیان</u> تھا۔

(ج) ہرقل نے <u>ابوسفیان</u> سے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں کئی سوالات کیے۔

(د) خسرو پرویز کو اس کے بیٹے <u>شیرویہ</u> نے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

5. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

جملہ	درست	غلط
(الف) ہرقل نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں متعدد سوالات کیے۔		✗
(ب) عہد نبوت میں ایران پر خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کی حکمرانی تھی۔		✗
(ج) حبش عرب کا پڑوسی ملک ہے۔	✓	

(د) مقوقس کے بھیجے ہوئے خچر کا نام دلدل تھا۔ | | ✓ |

عملی کام: طلبہ دوست کے نام خط لکھیں جس میں اسے معاشرتی برائیوں سے بچنے کی تلقین کریں۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(مطابق حالیہ طریقہ امتحان پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. صلح حدیبیہ کے بعد حالات کچھ اور پرسکون ہو گئے تھے۔ اب موقع تھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم:
   - (a) مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگی اسباب تیار کریں
   - **(b)** سلاطین اور امراء کو اللہ کا پیغام پہنچایا گیا
   - (c) سلاطین اور امراء کے ساتھ تجارتی روابط کو فروغ دیں
   - (d) سلاطین اور امراء کے ساتھ سفارتی روابط کو فروغ دیں

2. حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے مختلف سلاطین کو اسلام کی دعوت دی:
   - (a) تبلیغی خطوط کے ذریعے
   - **(b)** خطوط کے ذریعے
   - (c) مضمون کے ذریعے
   - (d) کتابوں کے ذریعے

3. مقوقس نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا تبلیغی خط پڑھ کر:
   - (a) سفیر کا احترام کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تحائف بھیجے اور اسلام قبول کر لیا
   - **(b)** سفیر کا احترام کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تحائف بھیجے لیکن اسلام قبول نہ کیا
   - (c) سفیر کا احترام کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں سلام بھیجا اور اسلام قبول کر لیا
   - (d) سفیر کا احترام کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں سلام بھیجا اور اسلام قبول نہ کیا

انشائیہ سوالات

1. رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے سلاطین اور امراء کو دین اسلام کی دعوت کس طریقے سے دی؟

جواب: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے سلاطین اور امراء کو دین اسلام کی دعوت سفیروں کے ذریعے خطوط بھیج کر دی۔

2. رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے نامۂ مبارک کو کس نے پھاڑا اور اس شخص کا انجام کیا ہوا؟

جواب: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا نامۂ مبارک شاہ ایران کسریٰ نے چاک کیا۔ کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے کچھ دنوں بعد اپنے باپ کو قتل کر دیا۔

غزوۂ خیبر

خیبر کا لغوی معنی: عربی میں "خیبر" کا لفظ قلعے کے معنی میں آتا ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً 320 کلومیٹر دور شمال کی جانب یہودیوں کے بہت سے جنگی قلعے تھے۔ ان قلعوں کی نسبت سے اس علاقے کو "خیبر" کہتے تھے۔

یہودیوں کی سازش: عرب بھر کے یہودی ان قلعوں میں آ کر جمع ہو گئے تھے۔ اسلام سے دشمنی رکھتے تھے۔ ہر صورت میں اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ عرب کے دوسرے مشرک قبائل کو ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے اسلام کو ہمیشہ کے لیے دنیا سے ختم کر دیا جائے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کو ان کی سازشوں کا علم ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے محرم سن 7 ہجری میں خیبر کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور صلح حدیبیہ میں شامل صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو ہمراہ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا لشکر: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ چودہ سو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم تھے۔ جن میں صرف تین سو سوار تھے۔ باقی سارا لشکر پیدل تھا۔ خیبر میں یہودیوں کے چھے مضبوط قلعے تھے جن میں ان کے بیس ہزار جنگجو موجود تھے۔ عرب کا مشہور بہادر مرحب بھی یہیں موجود تھا۔ اس کے قلعے کا نام "قموص" تھا۔

قلعہ قموص کا محاصرہ: یہودیوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر ہو چکی تھی۔ انھوں نے اپنا تمام جنگی سامان اور رسد کا ذخیرہ اپنے سب سے مضبوط قلعے "ناعم" میں جمع کر دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے سب سے پہلے ناعم پر ہی قبضہ کیا۔ چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کر کے مسلمانوں نے قلعہ قموص کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر کئی بہادر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی کمان میں فوجیں بھیج کر حملہ کروایا گیا۔ مگر بیس دن تک کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سپہ سالاری: ایک دن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم اس سے محبت رکھتے ہیں۔"

تمام مسلمانوں کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جسے کل علم عطا ہوگا۔ دوسری صبح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یاد فرمایا۔ بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے اسی حالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا جس سے ان کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے علم ان کے سپرد فرمایا۔

Downloaded from https://infohiremissisee.com

Scanned with CamScanner

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ کے سامنے پہنچے۔ مرحب رجز پڑھتا ہوا مقابلے کے لیے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا خاتمہ کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

فتح خیبر کے اثرات:

(الف) فتح خیبر کے ساتھ ہی یہود کی شرارتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

(ب) یہودی کی شکست سے دوسرے کفار بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص ہمیشہ کے لیے مایوس ہو گئے۔ (ج) اس طرح خیبر بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

(د) فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اور یوں خوش حالی کا دور دورہ شروع ہوا۔ (ہ) فتح خیبر ہی فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس سے اگلے برس ہی مسلمانوں نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔

(و) خیبر کی فتح سے شام کی طرف سے کسی ناگہانی حملے کا خطرہ باقی نہ رہا۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) غزوۂ خیبر کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: خیبر کے جنگی قلعوں میں یہود آباد تھے وہ اسلام سے دشمنی رکھتے تھے وہ ہر صورت اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ انہوں نے طے کیا کہ عرب کے دوسرے مشرک قبائل کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کریں اور اسلام کو ہمیشہ کے لیے دنیا سے ختم کر دیں۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو ان کی سازشوں کا علم ہوا۔ تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود ان کا خاتمہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور صلح حدیبیہ میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہمراہ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

(ب) فتح خیبر کے اثرات کیا تھے؟

جواب: فتح خیبر کے اثرات: (I) فتح خیبر کے ساتھ ہی یہود کی شرارتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔ (II) یہودی کی شکست سے دوسرے کفار بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص ہمیشہ کے لیے مایوس ہو گئے۔

(III) اس طرح خیبر بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

(IV) فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اور یوں خوش حالی کا دور دورہ شروع ہوا۔ (V) فتح خیبر ہی فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس سے اگلے برس ہی مسلمانوں نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔

(VI) خیبر کی فتح سے شام کی طرف سے کسی ناگہانی حملہ کا خطرہ باقی نہ رہا۔

(ج) خیبر میں یہود کتنی تعداد میں جمع تھے؟

جواب: خیبر میں یہود 20 ہزار کی تعداد میں جمع تھے۔

(د) قلعہ قموص کس کے ہاتھوں فتح ہوا؟

جواب: قلعہ قموص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

(ہ) قلعہ قموص کے سردار کا کیا نام تھا؟

جواب: قلعہ قموص کے سردار کا نام "مرحب" تھا۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) خیبر کے کیا معنی ہیں؟

(الف) پہاڑ **(ب)** قلعہ (ج) وادی

(ب) خیبر پر حملے کی تیاری کب شروع ہوئی؟

(الف) 4 ہجری (ب) 5 ہجری **(ج)** 7 ہجری

(ج) غزوۂ خیبر میں شریک مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

(الف) چودہ سو (ب) سولہ سو (ج) سترہ سو

(د) فتح خیبر کس فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی؟

(الف) فتح مکہ (ب) فتح روم (ج) فتح خندق

(ہ) خیبر کے قلعوں کی کل تعداد کتنی تھی؟

(الف) پانچ **(ب)** چھے (ج) آٹھ

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) عربی میں خیبر کا لفظ قلعے کے معنی میں آتا ہے۔

(ب) خیبر میں یہودیوں کے چھے مضبوط قلعے تھے۔

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے مرحب کا خاتمہ کر دیا۔

(د) فتح خیبر ہی فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

(ہ) فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔

4. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

جملہ	درست	غلط
(الف) عربی میں خیبر کا لفظ میدان کے معنی میں آتا ہے۔		x
(ب) خیبر میں یہودیوں کے چھے مضبوط قلعے تھے۔	✓	
(ج) فتح خیبر کے بعد یہودیوں کی شرارتوں کا آغاز ہوا۔		x
(د) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سب سے پہلے قلعہ خیبر پر قبضہ کیا۔		x
(ہ) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر لگایا۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں۔	✓	

عملی کام: طلبہ غزوۂ خیبر کے واقعات سیرت کی کسی کتاب سے پڑھیں اور اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

Scanned with CamScanner

معروضی وانشائیہ سوالات
(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خیبر کی جنگ میں علم عطا فرمایا:
(a) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (b) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(c) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (d) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

2. مسلمانوں نے سب سے پہلے خیبر میں فتح کیا:
(a) قلعہ قموص (b) قلعہ خیبر (c) قلعہ ناعم (d) ان میں سے کوئی بھی نہیں

3. خیبر مدینے سے فاصلے پر واقع ہے:
(a) 320 کلومیٹر شمال میں (b) 300 کلومیٹر جنوب میں
(c) 400 کلومیٹر مشرق میں (d) 320 کلومیٹر جنوب میں

4. غزوہ خیبر کب پیش آیا؟
(a) 5 ہجری میں (b) 6 ہجری میں (c) 7 ہجری میں (d) 8 ہجری میں

5. مرحب کہاں کا سردار تھا؟
(a) قلعہ ناعم کا (b) قلعہ قموص کا (c) کتیبہ کے علاقے کا (d) بنو غطفان کا

6. یہودی اسلام کے تھے۔
(a) دشمن (b) دوست (c) محافظ (d) مخالف

7. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کی تکلیف جاتی رہی جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے۔
(a) ان کی آنکھوں پر پھونک ماری (b) ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا
(c) ان کی آنکھوں میں دوا ڈالی (d) ان کی آنکھوں کو خوب دھویا

8. خیبر شہر واقع تھا مدینے کے:
(a) مشرق میں (b) مغرب میں (c) شمال میں (d) جنوب میں

انشائیہ سوالات

1. خیبر کہاں واقع ہے؟
جواب: خیبر مدینے کے شمال میں تقریباً تین سو بیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ شہر عرب میں یہودیوں کی طاقت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔

2. یہودی کون تھے؟
جواب: یہودی اسلام کے دشمن تھے اور مسلمانوں کو ہر وقت نقصان پہنچانے کا سوچتے رہتے تھے۔

3. قلعہ "ناعم" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب: یہودیوں کے چھ بڑے قلعے تھے۔ جن میں ایک قلعہ "ناعم" تھا۔ انھوں نے اپنا سامان رسد اس قلعے میں جمع کر رکھا تھا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے اسے فتح کیا۔

4. یہودیوں کا سب سے بڑا قلعہ کون سا تھا؟
جواب: یہودیوں کا سب سے بڑا قلعہ "قموص" تھا۔

باب چہارم اخلاق وآداب

طہارت اور پاکیزگی

طہارت و پاکیزگی کا مفہوم: پاکیزگی کو عربی زبان میں "طہارۃ" کہتے ہیں۔ طہارت محض صفائی ہی نہیں بلکہ اس سے مراد جسم، جان، لباس اور ماحول کی پاکیزگی ہے۔ طہارت مسلمانوں کی زندگی میں بے حد اہم ہے۔ عبادت کے لیے طہارت ضروری ہے۔ اسلام میں زندگی گزارنے کے راہنما اصول بتائے گئے ہیں۔ ان اصولوں میں طہارت اور پاکیزگی کو اہم درجہ دیا گیا ہے۔

قرآن حدیث میں طہارت کے بارے میں حکم: ارشاد ربانی ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"

ترجمہ: اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ (سورۃ المدثر، آیت:4)

اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (سورۃ البقرہ آیت:222)

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ طہارت کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی امت کو بھی طہارت کا اہتمام کرنے کی تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے طہارت کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے:

"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ"

ترجمہ: پاکیزگی (صفائی) ایمان کا حصہ ہے۔

گویا دین اسلام کی بنیاد ہی پاکیزگی اور طہارت ہے۔

طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت:

طہارت اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ: انسان فطری طور پر صفائی کو پسند کرنے والا اور گندگی سے نفرت کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی پاکیزگی کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا لباس اگرچہ عام اور سادہ ہوتا مگر پاک صاف ہوتا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے۔ جب غسل فرماتے تو سر اور داڑھی کے بالوں کو کنگھی کر کے ان کو اچھی طرح سنوارتے۔ سر میں تیل اور خوشبو لگاتے۔ اگر کسی شخص کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے دیکھتے تو اسے اپنی حالت درست کرنے کا حکم دیتے۔ دانتوں کو زیادہ صاف رکھنے کے لیے مسواک کا

فرماتے۔ ہر نماز کے موقع پر تازہ وضو فرماتے۔ وضو کے وقت مسواک ضرور کرتے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابہ کرام علیہم السلام کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تعلیم فرمائی۔ لوگوں کو تاکید کی کہ وہ کچا پیاز یا لہسن کھا کر مسجد میں اس حال میں نہ آئیں کہ ان کے منہ سے بدبو آ رہی ہو جس سے دوسرے لوگ کراہت محسوس کریں۔

جو لوگ کثرت کار کی وجہ سے کئی کئی دن غسل نہ کرتے تھے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ کم از کم جمعہ کے روز غسل کر کے مسجد میں آئیں تاکہ دوسرے لوگ ان کے پسینے کی بدبو سے پریشان نہ ہوں۔

طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت: اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی بڑی اہمیت ہے جو شخص اپنا بدن اور لباس پاک صاف رکھتا ہے اس کے خیالات اور عقائد بھی پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ پاک صاف انسان اپنے آپ کو بُری عادات مثلاً غیبت، جھوٹ، فضول خرچی، حسد، کینہ اور بے حیائی وغیرہ سے بچاتا ہے۔ اسے اعمال کی طہارت کہتے ہیں۔ طہارت سے انسان پاک صاف اور خوش و خرم رہتا ہے۔ اس کی سوچ پاکیزہ اور عمل نیک ہوتا ہے۔ اس کی عبادت مقبول اور دعائیں پوری ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ طہارت قربت الٰہی کی کنجی ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) طہارت سے کیا مراد ہے؟

جواب: طہارت سے مراد پاکیزگی ہے وسیع معنوں میں صرف صفائی نہیں بلکہ جسم، جان، لباس اور ماحول کی پاکیزگی ہے۔

(ب) صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا ہے؟ واضح کریں۔

جواب: قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"

ترجمہ: "اور اپنے کپڑے صاف رکھو"۔

جس بات کا ذکر قرآن مجید میں ہو اس کی اہمیت سے انکار کیسے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

(سورۃ البقرہ آیت:222)

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوستی چاہنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پاک صاف رہیں۔ ایک حدیث پاک کے مطابق پاکیزگی یعنی صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اس شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جو پاک صاف نہ رہتا ہو۔ گویا دین اسلام کی بنیاد ہی پاکیزگی اور طہارت ہے۔

(ج) پاک صاف رہنے سے ہمارے کردار میں کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟

جواب: جو شخص پاک صاف رہتا ہے اس کے خیالات اور عقائد بھی پاک صاف ہوتے ہیں۔ پاک صاف انسان اپنے آپ کو بری عادات مثلاً غیبت، جھوٹ، فضول خرچی، حسد، کینہ اور بے حیائی وغیرہ سے بچاتا ہے۔ طہارت سے انسان خوش و خرم رہتا ہے۔ اس کی سوچ پاکیزہ اور عمل نیک ہوتا ہے۔ اس کی عبادت مقبول اور دعائیں پوری ہوتی ہیں اور یوں وہ قرب الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بعد لوگوں کو کس دن نہانے کی تاکید کی؟

(الف) جمعرات **(ب)** جمعہ (ج) ہفتہ

(ب) ذہنی طور پر پاک صاف انسان کیا پسند کرتا ہے:

(الف) گندا ماحول **(ب)** صاف ستھرا ماحول

(ج) دونوں درست

(ج) ماحول کی صفائی اور پاکیزگی کا انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) سکون ملتا ہے (ب) تکلیف پہنچتی ہے

(ج) کچھ بھی نہیں

(د) اپنے آپ کو بُری عادتوں سے بچانا کس طرح کی طہارت ہے؟

(الف) زبانی طہارت **(ب)** عملی طہارت

(ج) دونوں طرح کی طہارت

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) عربی زبان میں صفائی اور پاکیزگی کے لیے طہارت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(ب) صفائی اور پاکیزگی سے مراد ظاہر و باطن کی پاکیزگی ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

(د) پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔

(ہ) اپنے آپ کو بُری عادتوں سے بچانا عملی طہارت ہے۔

4. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) اسلام ایک کامل دین ہے۔	✓	
(ب) طہارت قربت الٰہی کی کنجی ہے۔	✓	

Scanned with CamScanner

(ج) پاکیزگی اصل ایمان ہے۔		X
(د) پاک صاف انسان گندے ماحول کو پسند کرتا ہے۔		X
(ہ) انسان فطری طور پر گندگی سے نفرت کرنے والا ہے۔	✓	

عملی کام: طلبہ کے درمیان ماحول کی آلودگی اور صفائی کی اہمیت پر تقریری مقابلہ کرائیں۔

معروضی و انشائیہ سوالات
(مطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب کریکولم کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. کس سورۃ میں ذکر ہے کہ "اپنے کپڑے پاک رکھو"؟
(a) سورۃ مدثر (b) سورۃ توبہ (c) سورۃ البقرہ (d) سورۃ یٰسین

2. اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے:
(a) صفائی اور پاکیزگی کو (b) مال و دولت کو
(c) ورزش اور سیر کو (d) آرام و آسائش کو

3. رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لباس پہنتے تھے:
(a) عمدہ و قیمتی **(b)** پاک و صاف اور سادہ (c) قیمتی (d) خوبصورت

4. اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ یہ ترجمہ ہے:
(a) وثیابک فطھر کا **(b)** واللہ یحب المطھرین کا
(c) الطھور شطر الایمان کا (d) فصل لربک والنحر کا

5. ظاہری اور باطنی پاکیزگی کے لحاظ سے ساری اُمت کے لیے نمونہ ہیں:
(a) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
(b) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
(c) مسلمان (d) بزرگانِ دین

6. نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہر دو لوگوں کو غسل کرنے کی تلقین فرمائی ہے:
(a) ہفتے کے روز **(b)** جمعہ کے روز (c) بدھ کے روز (d) اتوار کے روز

7. جسم لباس اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے:
(a) سونے کے لیے **(b)** اللہ کی عبادت کرنے کے لیے
(c) چلنے کے لیے (d) کھانا کھانے کے لیے

8. رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ غسل کے بعد:
(a) سر میں تیل کا استعمال کرتے اور خوشبو لگاتے
(b) سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے
(c) بالوں کو اچھی طرح سنوارتے **(d)** یہ تمام باتیں

انشائیہ سوالات

1. طہارت و پاکیزگی پر دو ارشاداتِ الٰہی بیان کریں؟
جواب: 1. وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ (التوبہ: 108)
ترجمہ: اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"
2. "وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ" (المدثر: 4)
ترجمہ: "اور اپنے کپڑے پاک رکھو"

2. آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کون سی اشیاء مسجد میں کھا کر آنے سے منع فرماتے تھے؟
جواب: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کچا پیاز اور لہسن کھا کر آنے سے منع فرماتے تھے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

3. ذہنی اور جسمانی پاکیزگی سے کیا مراد ہے؟
جواب: اس سے مراد ہے ذہن اور جسم کا پاک اور صاف رہنا کیونکہ پاکیزہ خیالات کا تعلق انسان کی جسمانی صفائی سے بھی ہے۔

4. دینِ اسلام میں صفائی اور پاکیزگی کی کیا اہمیت ہے؟
جواب: دینِ اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی ہے:
اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے)۔
اس سے مراد یہ ہے جو آدمی صاف ستھرا نہیں رہتا وہ ایمان کے ایک حصے سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور عبادت کے لیے جگہ، جسم، لباس اور یہاں تک کہ خیالات کا بھی پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ پاکیزگی سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 108 میں ارشاد ربانی ہے۔
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ
(اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)
غرض یہ کہ دینِ اسلام میں ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی طہارت و پاکیزگی کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ تمام عبادات کا بھی یہی مقصد ہے کہ حقیقی پاکیزگی حاصل ہو اور انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔

5. رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ صفائی اور پاکیزگی کے لیے کیا اہتمام فرماتے؟
جواب: طہارت و پاکیزگی کے بارے میں آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا طرزِ عمل ساری امت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سادہ لباس پہنتے تھے، کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے، سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، سر میں تیل استعمال کرتے، خوشبو لگاتے تھے۔ جمعہ کے روز غسل کی تلقین فرماتے۔ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ ہر نماز کے موقع پر وضو اور مسواک فرماتے تھے۔

downloaded from https://infohubmission.com

Scanned with CamScanner

صداقت

صداقت مفہوم: صداقت سے مراد "سچائی یا راست بازی" ہے۔ یعنی ایسی بات کہنا جسے کوئی جھٹلا نہ سکے۔ سچا قول و فعل اور درست عمل عین صداقت ہے۔

الصادق نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا لقب: ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اسی لیے مکہ مکرمہ والے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو "الصادق" یعنی سچ بولنے والا کہہ کر پکارتے تھے۔ صادق وہ شخص ہے جو اپنی گفتگو میں سچائی سے کام لے، غلط بیانی نہ کرے اور اپنی ذمہ داریاں ایمان داری سے نبھائے۔

انبیاء علیہم السلام اور صداقت: تمام انبیاء علیہم السلام کے کردار میں صداقت بنیادی خوبی تھی۔ انھوں نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ سچائی اور صداقت کا درس دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظالم اور جابر بادشاہوں کے سامنے کڑی مشکلات کے باوجود ہمیشہ سچ بول کر کلمہ حق بلند کیا۔

کوہ صفا کا واقعہ: حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک دن کوہ صفا پر کھڑے ہو کر قریش کو پکارا۔ جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آواز پر تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پوچھا: اے اہل قریش!! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک زبردست لشکر تم پر حملہ کرنے کو تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرو گے؟ سب لوگوں نے بیک زبان کہا: اگرچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایسا لشکر پہاڑی کے پیچھے نہیں ہے، مگر پھر بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بات کا یقین کریں گے۔ کیوں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

ایک صحابی کا واقعہ: ایک دفعہ ایک شخص حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ! میرے اندر چار بُری عادتیں ہیں۔ میں شراب پیتا ہوں، چوری کرتا ہوں، بدکار ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ میں ان کو ایک ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک ایک کر کے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فرمائیں کہ پہلے کون سی عادت کو ترک کروں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بس جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور جب اس پر پختہ ہو جاؤ تو مجھے آ کر بتا دینا۔

وہ شخص کچھ عرصہ بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میری ساری بُری عادتیں ایک ساتھ ہی چھوٹ گئی ہیں۔ اس نے تفصیل بتائی کہ میں نے چوری کا ارادہ کیا، شراب پینے اور بدکاری کا سوچا، مگر میں ان سب باتوں سے اس لیے بچ گیا کہ جب مجھے خیال آیا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھیں گے تو مجھے سچ بتانا پڑے گا اور اس طرح مجھے دوسروں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ پہلے میں جھوٹ بول کر اپنے عیب چھپا لیتا تھا۔ اب غلط کام کر کے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس کی صاف گوئی پر بہت خوش ہوئے۔

صداقت اور حدیث نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا یہ بھی ارشاد ہے:

ترجمہ: "سچ نجات دیتا ہے جبکہ جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے"

صداقت کی اہمیت اور فضیلت: صداقت بہترین صفت ہے اور مومن کی پہچان ہے۔ سچ بولنے سے انسان طرح طرح کی برائیوں، پریشانیوں اور بُری عادات سے بچا رہتا ہے۔

قرآنِ پاک میں سچ بولنے والوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ

اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (سورۃ التوبہ: 119)

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے: "مومن نہ تو جھوٹ بولتا ہے اور نہ امانت میں خیانت کرتا ہے"۔

لہٰذا جو معاشرہ صادق ہو گا وہ پُر امن اور کامیاب ہو گا۔

صداقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور انسان صداقت کو بطور عبادت اپنا کر اللہ تعالیٰ کی صفات پر عمل کرتا ہے۔

صداقت کی اقسام: سچائی کی تین بڑی قسمیں درج ذیل ہیں۔

(الف) زبان کی صداقت: یہ صداقت کی عام اور مشہور قسم ہے۔ جس کی پابندی ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسلمان کبھی جھوٹ بول کر اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتا۔ وعدہ پورا کرنا اور قول و اقرار کا نبھانا بھی اسی قسم میں شامل ہے۔

(ب) دل کی صداقت: دل کی صداقت یہ ہے کہ جو انسان کی زبان پر ہو وہی دل میں ہو۔ گویا انسان کا دل اور دماغ زبان کی صداقت پر عمل پیرا ہوں اور اس کے قول و فعل کی تصدیق اُس کا دل بھی کرتا ہو۔

(ج) صداقتِ عمل: صداقتِ عمل سے مراد عمل کی وہ سچائی ہے کہ انسان زندگی میں جو کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرے۔ اُس میں دکھاوا اور نمود و نمائش ہرگز شامل نہ ہو۔ صحیح اور سچا مسلمان وہی ہے جو زبان، دل اور دماغ کی مکمل ہم آہنگی سے اپنے عمل کی صداقت کا اظہار کرتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے کسی شخص نے مومن کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

اَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ ترجمہ: کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟

حاصل کلام: پس ہمیں چاہیے کہ ہم روزمرہ زندگی میں یہ جائزہ لیں کہ ہم کتنے صادق ہیں اور کس حد تک سچ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) صداقت کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: صداقت سے مراد "سچائی یا راست بازی" ہے یعنی ایسی بات کہنا جسے کوئی جھٹلا نہ سکے سچا قول و فعل اور درست عمل ہی صداقت ہے۔

(ب) صداقت کی فضیلت و اہمیت قرآن و حدیث میں کیا بیان ہوئی ہے؟

جواب: صداقت بہترین صفت ہے اور مومن کی پہچان ہے، سچ بولنے سے انسان طرح طرح کی برائیوں، پریشانیوں اور بری عادات سے بچا رہتا ہے قرآن میں سچ بولنے والوں کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ"

ترجمہ: اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (سورۃ التوبہ:119)

رسول مقبول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ "سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے" اس کے علاوہ حضور پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہ بھی فرمایا کہ مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا صداقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور انسان صداقت کو بطور عبادت اپنا کر اللہ تعالیٰ کی صفات پر عمل کرتا ہے۔

(ج) صداقت کی اقسام کون سی ہیں؟

جواب: (I) زبان کی صداقت: انسان کا جھوٹ نہ بولنا۔ وعدہ پورا کرنا اور قول و اقرار کا نبھانا بھی ایک قسم میں شامل ہے۔

(II) دل کی صداقت: جو انسان کے دل میں ہو وہی زبان پر ہو۔ یعنی انسان کے قول و فعل کی تصدیق اس کا دل کرتا ہو۔

(III) صداقت عمل: اس سے مراد عمل کی وہ سچائی ہے کہ انسان زندگی میں جو کرے محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرے۔ اس میں دکھاوا اور نمود و نمائش ہرگز شامل نہ ہو۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) صداقت کا مطلب کیا ہے؟

(الف) سچائی (ب) نیکی (ج) ہمدردی

(ب) مومن کے اندر خیانت کے علاوہ اور کون سی بری عادت جمع نہیں ہو سکتی:

(الف) ظلم **(ب) جھوٹ** (ج) وعدہ خلافی

(ج) صداقت کا اعتراف کرنا کیا ہے؟

(الف) حماقت **(ب) ایمان** (ج) بزدلی

(د) صادق اور امین کن کے القاب تھے؟

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

(ج) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) نیکی انسان کو کہاں لے جاتی ہے؟

(الف) جنت میں (ب) برزخ میں (ج) دوزخ میں

3. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زندگی میں ہمیشہ سچ بولا۔	✓	
(ب) اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے ہیں، ان کے کردار میں سچائی بنیادی خوبی تھی۔	✓	
(ج) انسان زندگی میں جو بھی عمل کرے محض لوگوں کی رضا کی خاطر کرے۔		x
(د) اسلام ایک مکمل دین ہے۔	✓	
(ہ) صداقت عمل کا مطلب ہے جو بات انسان کی زبان پر ہو وہی اس کے دل میں ہو۔	✓	

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) صداقت کے معنی سچائی یا راست بازی کے ہیں۔

(ب) تمام انبیاء علیہم السلام کے کردار میں صداقت بنیادی خوبی تھی۔

(ج) سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

(د) صداقت مومن کی پہچان ہے۔

عملی کام: طلبہ سچ کے حوالہ سے کوئی واقعہ سنائیں۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. راست بازی سے مراد ہے:

(a) اچھی صفت (b) شہادت (c) کم گوئی **(d) سچائی**

2. زبان کی سچائی سے مراد ہے:

(a) چپ رہنا (b) جو کہے وہ کرے **(c) ہر بات سچ ہو** (d) صدق دل سے کام کرنا

downloaded from https://infoubnesised.com/

Scanned with CamScanner

3. عربی میں صدق اور اردو میں سچائی کہتے ہیں:
(a) راست بازی کو (b) درستی کو (c) نیکی کے راستے کو (d) قربانی کو

4. انسان کے قول و عمل کی بنیاد یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔
(a) اس کا دل و دماغ (b) اس کا دل و زبان
(c) اس کا سینہ و زبان (d) اس کا دل و جگر

5. صدق کے معنی سچ کے ہیں اور صادق کہتے ہیں۔
(a) امانت رکھنے والے کو (b) راز رکھنے والے کو
(c) جبر کرنے والے کو (d) سچ بولنے والے کو

6. مومن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں یہ ارشاد ہے۔
(a) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا
(b) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(c) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (d) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا

7. قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ہو جاؤ۔
(a) عبادت کرنے والوں کے ساتھ (b) محبت کرنے والوں کے ساتھ
(c) جہاد کرنے والوں کے ساتھ (d) سچے لوگوں کے ساتھ

8. چار بری خصلتوں میں جس شخص کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا اقرار کرلو۔
(a) جھوٹ چھوڑنے کا (b) بدکاری چھوڑنے کا
(c) چوری چھوڑنے کا (d) شراب چھوڑنے کا

9. صداقت کا عملی نمونہ کس نبی نے پیش کیا؟
(a) حضرت آدم علیہ السلام (b) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(c) حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
(d) حضرت یونس علیہ السلام

10. صداقت کو پسند کرتا ہے:
(a) اللہ تعالیٰ (b) ہر انسان (c) ہر مذہب (d) ہر حکمران

11. حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو کس پہاڑ پر بلایا؟
(a) صفا (b) احد (c) بدر (d) مروہ

انشائیہ سوالات

1. زبان کی سچائی سے کیا مراد ہے؟ اصل راست بازی کی پہچان کیا ہے؟
جواب: زبان کی سچائی سے مراد یہ ہے کہ جو بات کہی جائے سچ ہو۔ مسلمان کو ہر حال میں سچ بولنا چاہیے۔ مذاق میں غصے کی حالت میں یا کسی لالچ کی غرض سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ اگر سچ بولنے سے کسی جھگڑے میں نقصان کا ڈر ہو پھر بھی سچ بولنا چاہیے۔ یہ سچائی کی عام اور مشہور قسم ہے۔ زبان کا دل سے گہرا تعلق ہے۔ ایسا شخص جو زبانی سچائی کے اصول پر خلوص سے عمل کرے اس کے دل کی گہرائیوں میں سچ اپنی جگہ بنا لیتا ہے اور اس کی تصدیق اس کے کاموں سے بھی ہوتی ہے جس سے اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔
اصل راست بازی کی پہچان: سچائی کی کل تین اقسام ہیں (1) زبان کی سچائی (2) دل کی سچائی (3) عمل کی سچائی
جو مسلمان زبان کی سچائی، دل کی سچائی اور عمل کی سچائی میں کامل ہو تو وہی اصل "راست باز اور صادق" ہے۔

2. ترجمہ لکھیں: وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ۔
جواب: سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

3. جھوٹ کی مذمت کے بارے میں تین احادیث بیان کریں۔
جواب: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ
(1) "مومن کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں"
(2) مومن کے اندر تمام خرابیاں پائی جا سکتی ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے"
(3) منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے
(۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے
(۳) جب امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

4. عمل کی سچائی سے کیا مراد ہے؟
جواب: عمل کی سچائی یہ ہے کہ جو نیک عمل ہو وہ دکھاوے کے لیے نہ ہو بلکہ اس کا مقصد اللہ کی رضا اور اسلامی احکام و تعلیمات کی پابندی ہو۔

5. حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سچائی کے کیا فائدے بیان کیے ہیں؟
جواب: (۱) سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔
(۲) انسان سچ بولتا ہے اور سچ کو عبادت بنا لیتا ہے تو اللہ کے ہاں سچا لکھا جاتا ہے۔
(۳) سچ بولنے سے تمام برائیاں چھوٹ جاتی ہیں۔

6. دل کی سچائی سے کیا مراد ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔
جواب: اگرچہ سچائی کا تعلق زبان سے بھی ہے کہ جو بات بھی کہی جائے سچ کہی جائے۔ وعدہ خلافی نہ کی جائے۔ اور جھوٹ نہ بولا جائے۔ حقیقی سچائی کا تعلق دل سے ہے۔ اسے اخلاص کہتے ہیں۔ ایمان یہی ہے کہ زبان سے اقرار کیا جائے اور دل سے تصدیق کی جائے۔ ایسی سچائی جس کا زبان سے اقرار ہو لیکن دل سے تصدیق نہ ہو نفاق کہلاتی ہے۔ نفاق کفر سے بھی زیادہ بڑی برائی ہے۔ اس کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔ اور منافق کے لیے بہت بڑی سزا کا حکم ہے۔

7. ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کس طرح صداقت کا عملی نمونہ تھے؟
جواب: صداقت کا بہترین عملی نمونہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے پیش کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بچپن ہی سے سچ بولا کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ "صادق" اور "امین" کے نام سے مشہور تھے۔

8. حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صداقت کا ایک واقعہ تحریر کریں۔
جواب: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ مکہ والوں کو صفا کے پہاڑ پر بلایا۔ جب لوگ پہاڑ کے دامن میں جمع ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے کہا: اے مکہ والو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر آ چکا ہے، جو حملہ کرنے والا ہے، تو کیا میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا: جی ہاں! ضرور سچ مانیں گے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ صادق اور امین ہیں۔ ہم گواہ ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیشہ سچ بولا، کبھی جھوٹ نہ بولا اور نہ ہی کبھی کسی کے مال میں خیانت کی۔

Scanned with CamScanner

امانت

امانت کا مفہوم: امانت کا مطلب ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کے پاس رکھی گئی ہو تو وہ اس چیز کو واپس مانگنے پر امانت رکھوانے والے کو اصل حالت میں وعدہ کے مطابق واپس کردے امانت رکھنے والا امانت کی حفاظت اور واپسی کا پابند ہوتا ہے۔

خیانت کا مفہوم: اگر امانت میں کوئی کمی بیشی کی جائے یا واپس کرنے میں دیر کی جائے تو یہ خیانت ہے اور امانت داری کی بجائے بددیانتی ہے۔

امانت کا قرآنی حوالہ سے مفہوم: امانت کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (سورت البقرہ:283)

ترجمہ: تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت کو واپس کردے۔

امانت کا دائرہ کار: روزمرہ کے لین دین، کاروبار، ناپ تول وغیرہ بھی امانت کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ ملازموں کا ذمہ داری سے فرائض ادا کرنا اور اعتماد پر پورا اترنا بھی امانت داری کی ایک صورت ہے۔ مزدور اپنی طے شدہ اجرت کے بدلے پورا کام کرکے حق امانت ادا کرتے ہیں۔ کام چور لوگ جو اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں خائن اور بددیانت کہلاتے ہیں۔ یقیناً وہ ذمہ داریاں جو معاشرے کی طرف سے ہم سب پر عائد ہوتی ہیں اُن کو امانت داری سے سرانجام دینا بھی امانت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا" (سورت النساء:58)

ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کردیا کرو۔"

امانت اور انبیائے کرام علیہم السلام: امانت کی حفاظت کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام لوگوں کی امانتیں ہمیشہ ان کو بحفاظت واپس کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں کو بھی انبیائے کرام علیہم السلام نے امانت سمجھ کر ہمیشہ احسن طریقے سے پورا کیا۔ کٹھن حالات میں بھی وہ ثابت قدمی سے اپنی قوموں اور قبیلوں کو حق کی راہ دکھاتے رہے اور اس طرح ہمیشہ کے لیے صادق و امین کہلائے۔

حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا لقب الامین:
حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اعلانِ نبوت سے قبل اپنے شہر مکہ مکرمہ میں "الصادق" یعنی سچا اور "الامین" یعنی امانت دار کے القاب سے مشہور تھے۔ ہجرت کی رات آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کفار مکہ کی ساری امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرکے تاکید فرمائی کہ ان امانتوں کو ان کے مالکوں کو لوٹا کر مدینے چلے آنا۔ حالانکہ امانتیں اُن مشرکین مکہ کی تھیں جو کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے جانی دشمن تھے۔

امانت کی اہمیت اور فضیلت: اسلام میں امانت کو مومن کے کردار کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جس میں امانت داری کا وصف نہیں اُس کا ایمان (میں سے کوئی حصہ) نہیں۔

امانت کی حفاظت کرنا اور مالک کو واپس کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں۔

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے "مشورہ" کو بھی امانت قرار دیا ہے۔ جب کسی سے مشورہ مانگا جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ صحیح مشورہ دے اور مشورہ طلب کرنے والے کے راز کو ظاہر نہ کرے۔ کسی مجلس میں رازداری کی جو بات کہی یا سنی جائے اُسے ہر کسی کو بتانا آدابِ امانت کے خلاف ہے۔ جن لوگوں کو قومی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ قومی رازوں کی مکمل حفاظت کریں۔ ایسی بات ظاہر نہ کریں جس سے ملک و ملت کے نقصان کا اندیشہ ہو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پیارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ کے مطابق عمل کریں اور سبھی کاموں میں امانت اور دیانت کا ثبوت دیں۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل جواب تحریر کریں۔

(الف) امانت کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: امانت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کے پاس رکھی گئی ہو تو وہ اس چیز کو واپس مانگنے پر امانت رکھوانے والے کو اصل حالت میں وعدہ کے مطابق واپس کردے، امانت رکھنے والا امانت کی حفاظت اور واپسی کا پابند ہوتا ہے۔

(ب) امانت کی اہمیت قرآن وحدیث کے حوالہ سے واضح کریں۔

جواب: قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد ہوا ہے۔

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (سورت البقرہ:283)

ترجمہ: تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت کو واپس کردے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا" (سورت النساء:58)

ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کردیا کرو۔"

حدیث پاک میں منافق کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرتا ہے لہذا ضروری ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو حق امانت ادا کرتے ہوئے صحیح حالت میں امانت صاحب امانت کو لوٹا دی جائے۔ اس کے علاوہ روزمرہ کے لین دین، کاروبار، ناپ تول وغیرہ بھی امانت کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ملازمین کا ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا کرنا اور اعتماد پر پورا اترنا بھی امانت داری کی ایک صورت ہے۔ کام چور اور فرائض میں کوتاہی کرنے والے لوگ بددیانت اور خائن ہوتے ہیں۔

(ج) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ "بحیثیت امین" کے عنوان پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: حضرت رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اعلان نبوت سے پہلے ہی مکہ میں الصادق اور الامین کے لقب سے مشہور تھے۔ مکہ کے لوگ اگرچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بہت مخالف تھے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ان کے بتوں کو جھوٹا کہتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی امانتیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس رکھ دیتے تھے۔ ہجرت کی رات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات بستر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر گزاریں اور صبح امانتیں لوٹا کر مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں۔

(د) منافق کی نشانیاں بیان کریں۔

جواب: ایک حدیث پاک کے مطابق منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ منافق وہ ہے جو۔

(i) وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے۔

(ii) بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(iii) اگر اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

2. مختصر جواب لکھیے۔

(الف) امانت کی تعریف کریں۔

جواب: اگر کوئی چیز کسی کے پاس رکھی گئی ہو تو وہ اس چیز کو واپس مانگنے پر امانت رکھوانے والے کو اصل حالت میں وعدہ کے مطابق واپس کر دے تو یہ امانت کہلاتی ہے۔

(ب) انبیاء کرام علیہم السلام نے امین ہونے کا حق کیسے ادا کیا؟

جواب: امانت کی حفاظت کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام تمام لوگوں کی امانتیں ہمیشہ ان کو بحفاظت واپس کرتے تھے اللہ کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں کو بھی امانت سمجھ کر ہمیشہ احسن طریقے سے پورا کیا اس لیے وہ ہمیشہ کے لیے صادق اور امین کہلائے۔

(ج) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کس شہر میں "الصادق" اور "الامین" کے القاب سے مشہور تھے؟

جواب: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مکہ کے شہر میں "الصادق" اور "الامین" کے القاب سے مشہور ہوئے۔

(د) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کی رات کفار مکہ کی امانتیں کس کے سپرد فرمائیں؟

جواب: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کی رات کفار مکہ کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھیں۔

(ہ) منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیان کریں۔

جواب: منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں بددیانتی یعنی خیانت کرے۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کفار مکہ کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کب فرمائیں؟

(الف) واقعہ معراج کے وقت (ب) نزول وحی کے وقت **(ج)** ہجرت کے وقت

(ب) امانت کو کس کے کردار کا بنیادی جز قرار دیا گیا ہے؟

(الف) منافق کے **(ب)** مومن کے (ج) کافر کے

(ج) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس چیز کو امانت قرار دیا؟

(الف) تجارت (ب) مال **(ج)** مشورہ

(د) ملکیت کی حفاظت کس سے ہوتی ہے؟

(الف) امانت (ب) صداقت (ج) احسان

3. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) کام چور اور اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے والے لوگ امانت دار نہیں ہوتے ہیں۔	✓	
(ب) جس شخص میں امانت کا وصف نہیں اس کا ایمان بھی قابل اعتبار نہیں۔	✓	
(ج) اسلام میں امانت کا مفہوم بہت محدود ہے۔		x
(د) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مشورہ کو احسان قرار دیا ہے۔		x
(ہ) کسی سے مشورہ مانگا جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ صحیح مشورہ دے۔	✓	

Scanned with CamScanner

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) امانت میں کمی بیشی خیانت ہے۔

(ب) امانت تمام انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔

(ج) ہجرت کی رات حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کفارِ مکہ کی ساری امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں۔

(د) اسلام میں امانت کو مومن کے کردار کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔

(ہ) امانت کی حفاظت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

عملی کام: طلبہ امانت سے متعلق کوئی واقعہ یا کہانی اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

معروضی وانشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. جب مومنین کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ نہیں کرتے۔
(a) اسے واپس (b) اس میں خیانت (c) اس میں اضافہ (d) اسے خراب

2. امانت میں کمی بیشی کرنا یا واپس دینے میں ٹال مٹول کرنے کو کہتے ہیں۔
(a) نیک نیتی و دیانت (b) خیانت اور بددیانتی (c) راستی و سچائی (d) بدنیتی اور تنگدلی

3. روزمرہ کے لین دین اور بڑے بڑے معاملات، تجارت اور کاروبار سے بھی تعلق ہے۔
(a) دولت کا (b) انسان کا (c) امانت کا (d) دیانت کا

4. اسلام میں امانت کو بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔
(a) تاجر کے کردار کا (b) کاروبار کا (c) کسی بندے کا (d) مومن کے کردار کا

5. اللہ کی سونپی ہوئی امانت ہے۔
(a) دولت (b) دین (c) خوشی (d) اولاد

6. اللہ کی امانت کو انسانوں تک پہنچانا ذمہ داری ہے۔
(a) اولیائے کرام ؒ کی (b) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی (c) انبیاء کرام علیہم السلام کی (d) صوفیائے کرام ؒ کی

7. حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کن کو حکم دیا متعلقہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینے چلے آنا۔
(a) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (b) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (c) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (d) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

8. حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں میں کس نام سے مشہور تھے؟
(a) نبی (b) صادق اور امین (c) نذیر (d) بشیر

9. امانت میں خیانت کرنا ہے:
(a) بہت بڑا گناہ (b) بہت بڑا ثواب (c) بہت بڑا اجر (d) بہت بڑا انعام

10. ہمیں چاہیے کہ امانت میں کبھی نہ کریں:
(a) اضافہ (b) کمی (c) خیانت (d) ٹال مٹول

انشائیہ سوالات

1. پیغمبروں نے کس طرح ایمان داری سے خدا کا پیغام ہم تک پہنچادیا؟

جواب: امانت نبیوں کی صفت ہے۔ اور نبی ہمیشہ وحی کہتے ہیں جو انھیں خدا کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ پیغمبروں نے خدا کے احکام کو بغیر کسی کمی بیشی کے دنیا تک پہنچایا اور اس راستے میں بہت تکلیفیں اٹھائیں مگر امانت جیسی خوبی کا ہمیشہ پاس کرتے رہے۔

2. ہجرت کی رات آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس طرح مکہ والوں کی امانتوں کی واپسی کا خیال رکھا؟

جواب: انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اگلی صبح جن لوگوں کی امانتیں میرے پاس رکھی ہوئی ہیں انھیں ان تک پہنچا کر مدینہ چلے آنا۔

3. امانت دار شخص میں کیا خوبیاں ہونی چاہیے؟

جواب: امانت دار شخص کو دینی اور دنیاوی امور میں ایمان داری سے کام لینا چاہیے۔

4. امانت کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی کیا ہے؟

جواب: "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ"

جس شخص کو امانت کا پاس نہیں اس میں ایمان ہی نہیں"۔

5. خیانت کسے کہتے ہیں؟

جواب: "امانت" کے طور پر رکھوائی گئی چیز کو اگر پوری کی پوری واپس نہ کریں یا اس میں سے کچھ حصہ رکھ لیں تو وہ حرکت "خیانت" کہلاتی ہے۔

6. امانت اور خیانت میں کیا فرق ہے؟

جواب: اس مال یا چیز کو امانت کہتے ہیں جو آپ کسی دوسرے شخص کے پاس کچھ عرصہ تک حفاظت کے لیے رکھواتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر واپس لے لیتے ہیں۔ "امانت" کے طور پر رکھوائی گئی چیز کو اگر پوری کی پوری واپس نہ کریں یا اس میں سے کچھ حصہ رکھ لیں تو وہ حرکت "خیانت" کہلاتی ہے۔

downloaded from https://infohubprocessed.com/

Scanned with CamScanner

احسان

**احسان کا مطلب کسی کے ساتھ نیکی کرنا، اچھا سلوک کرنا، بھلائی اور مہربانی کا برتاؤ کرنا ہے۔ یعنی ماں باپ، بہن، بھائی، یتیموں محتاجوں، رشتہ داروں، ہمسائیوں اور مسافروں وغیرہ سے اچھا سلوک کرنا احسان ہے۔ اسلام میں ایمان کے بعد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ دراصل احسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت احسن انداز میں ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کو دل وجان سے قبول کرنے اور اُن کو پورا کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرنا احسان ہے بلکہ بھلائی کا ہر عمل احسان ہے۔

احسان کی اہمیت اور افادیت: اسلام میں دوسروں کے ساتھ بھلائی اور مہربانی کا برتاؤ روا رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

قرآن پاک میں احسان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ البقرہ:195)

"اور احسان کرو، بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

احسان کرنے والوں کو نہ صرف اس دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو اچھے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔

احسان صرف نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر کیا جانا چاہیے۔ احسان کر کے اسے جتانا اور اس کے بارے میں زیادہ زور دینا اسے ضائع کرتا ہے۔ احسان کرتے ہوئے کسی قسم کا لالچ یا دنیاوی غرض انسان کے سامنے نہ ہونی چاہیے۔

اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم: اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ جو تعلق توڑ دیں اُن سے بھی اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ انسانوں کے ساتھ ساتھ اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اگر تم کسی حلال جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی اچھائی اور خوبی کے ساتھ ذبح کرو۔

حاصل کلام: پس ہمیں چاہیے کہ جب بھی دوسروں کے ساتھ احسان کا موقع ملے تو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہمیشہ پہل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہم سے راضی ہوں۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) احسان سے کیا مراد ہے؟ قرآن اور احادیث سے وضاحت کریں۔

جواب: احسان سے مراد کسی کے ساتھ نیکی کرنا، اچھا سلوک کرنا، بھلائی اور مہربانی کا برتاؤ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ انسان تو انسان اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث پاک کا ترجمہ یوں ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے اگر تم کسی حلال جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی اچھائی اور خوبی کے ساتھ ذبح کرو"۔

پس ہمیں چاہیے کہ جب بھی دوسروں کے ساتھ احسان کا موقع ملے تو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہمیشہ پہل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہم سے راضی ہوں۔

(ب) احسان کس طریقہ سے کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اچھا سلوک کرنا ہی دراصل احسان ہے۔ اسلام میں ایمان کے بعد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ احسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نہایت احسن طریقے سے ادا کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کو دل وجان سے قبول کرنے اور ان کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنا احسان ہے۔ بلکہ نیکی کا ہر عمل احسان کے زمرے میں آتا ہے۔

(ج) احسان کی اہمیت وافادیت کیا ہے؟

جواب: احسان کرنے والوں کو اللہ بھی دوست رکھتا ہے اور جسے اللہ اپنا دوست کہہ دے اس کی قسمت کے کیا کہنے۔ احسان کرنے والوں کو نہ صرف اس دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو اچھے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔

(د) احسان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟

جواب: احسان صرف نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر کیا جانا چاہیے احسان کر کے اسے جتانا اور اس کے بارے میں زیادہ زور دینا اسے ضائع کرنا ہے۔ احسان کرتے ہوئے کسی قسم کا لالچ یا دنیاوی غرض انسان کے سامنے نہ ہونی چاہیے۔

2. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	اسلام لوگوں کے ساتھ	کو حقیقی سکون اور مسرت حاصل ہوتی ہے
ب	کسی کی غلطی کو معاف کر دینا	اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے
ج	احسان کرنے سے آپس میں محبت	احسان کے دائرے میں آتا ہے۔
د	احسان کا معاملہ کرنے سے آدمی	احسان کا حکم دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

3. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) اپنی ذمہ داریوں کو سچائی اور ایمانداری سے نبھانا بھی احسان ہے۔	✓	
(ب) زندگی کا ہر قدم پر تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہیں۔	✓	
(ج) احسان کے لغوی معنی راست بازی کے ہیں۔		x
(د) احسان کرنے والوں کو صرف دنیا میں یاد رکھا جاتا ہے۔		x
(ہ) احسان صرف نیکی کے جذبے کی خاطر نہ کیا جائے۔	✓	

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) احسان کا مطلب کسی سے مہربانی کا برتاؤ کرنا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(ج) احسان کر کے اُسے جتانا ضائع کرتا ہے۔

(د) اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

(ہ) لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہمیشہ پہل کرنے کی کوشش کریں۔

عملی کام:

☆ طلبہ نیکی کے کاموں کی فہرست بنائیں اور ان کاموں پر دائرہ بنائیں جو انہوں نے کیے ہیں۔

☆ احسان سے متعلق کسی واقعہ کو چارٹ کی صورت میں کمرہ جماعت میں پیش کریں۔

معروضی وانشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. احسان کا بدلہ ہے۔

(a) صلہ (b) اُجرت (c) بدی (d) احسان

2. خالص اللہ کی رضا کیلئے عبادت کرنا بھی احسان ہے۔

(a) جتا کر (b) بڑھ چڑھ کر (c) خشوع وخضوع سے (d) اجر کیلئے

3. قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ ہے "احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں":

(a) اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

(b) وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

(c) وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

(d) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

4. احسان کر کے جتانے سے احسان

(a) زیادہ فائدہ دیتا ہے (b) ضائع ہو جاتا ہے

(c) کرنے کو جی چاہتا ہے (d) کی نیکی ختم ہو جاتی ہے

5. اسلام نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

(a) انسانوں کے ساتھ (b) جانوروں کے ساتھ

(c) کوئی جواب درست نہیں (d) دونوں درست ہیں

انشائیہ سوالات

1. احسان کسے کہتے ہیں؟

جواب: اردو زبان میں احسان کا مطلب ہے، بھلائی، مہربانی، اچھا سلوک کرنا، فائدہ پہنچانا۔ دینی نقطہ نگاہ سے احسان کا مفہوم بہت وسیع ہے۔

2. احسان کس طریقے سے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اچھا سلوک کرنا ہی دراصل احسان ہے۔ اسلام میں ایمان کے بعد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ احسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نہایت احسن طریقے سے ادا کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کو دل و جان سے قبول کرنے اور ان کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنا احسان ہے۔ بلکہ نیکی کا ہر عمل احسان کے زمرے میں آتا ہے۔

3. احسان کی اہمیت وافادیت کیا ہے؟

جواب: احسان کرنے والوں کو اللہ بھی دوست رکھتا ہے اور جسے اللہ اپنا دوست کہہ دے اس کی قسمت کے کیا کہنے۔ احسان کرنے والوں کو نہ صرف اس دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو اچھے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔

4. احسان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

جواب: احسان صرف نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر کیا جانا چاہیے
احسان کر کے اسے جتانا اور اس کے بارے میں زیادہ زور دینا اسے ضائع کرتا ہے۔
احسان کرتے ہوئے کسی قسم کا لالچ یا دنیاوی غرض انسان کے سامنے نہ ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

ملک وملت کے لیے ایثار کا جذبہ

ایثار کا مفہوم: ایثار کے معنی اپنی ضرورت پر کسی دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا ہے۔ دوسروں کی ضرورت کے لیے اپنی ضرورت کو قربان کر دینا۔ مثلاً خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا، خود تکلیف برداشت کرنا اور دوسروں کو آرام پہنچانا ایثار ہے۔

ایثار کرنے والوں کے لیے قرآن کا فرمان: اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے نزدیک ایثار کرنے والوں کی بے پناہ قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (سورۃ الحشر آیت: 9)

ترجمہ: "اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجت مند ہوں"۔

عہد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں ملک وملت کے لیے ایثار:

(i) جنگ تبوک کے وقت ایثار کی مثال: حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ تبوک کے لیے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چندہ طلب فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوسو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ وہ ایک یہودی کے پاس گئے۔ ساری رات اُس کے باغ کو پانی دیا۔ صبح معاوضے میں یہودی نے کچھ کھجوریں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیں۔ وہ ساری کھجوریں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے آپ کے جذبہ ایثار کی بڑی تعریف فرمائی۔

(ii) مواخات مدینہ: مسلمان مکہ سے خالی ہاتھ صرف جان اور ایمان بچا کر مدینہ منورہ میں آئے تھے۔ ان کا کوئی گھر تھا اور نہ ٹھکانہ۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے انصار کو جمع فرما کر ایک مہاجر ایک انصار کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ تمھارا بھائی ہے۔ انصار ان مہاجرین کی مدد اور دل جوئی اُس وقت تک کرتے رہے جب تک وہ خود مستحکم نہ ہو گئے۔ دنیا میں اخوت اور ایثار کا یہ بے مثال واقعہ ہے جس کے ذریعے مہاجرین کی بحالی عمل میں لائی گئی۔ یہ تمام مثالیں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

پاکستانی قوم اور ایثار کا جذبہ: ہر شخص کو اپنے وطن اور اہل وطن سے محبت ہوتی ہے۔ کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اُس کے باشندوں کے دلوں میں اُس کے لیے ایثار ومحبت کا جذبہ نہ ہو۔ پاکستانی قوم کے دلوں میں اپنے وطن سے محبت کا بے پناہ جذبہ ہے۔ قیام پاکستان کے وقت بھارت سے آنے والے خالی ہاتھ مہاجرین کے ساتھ یہاں کے لوگوں نے جس جذبہ ایثار اور اخلاص کا مظاہرہ کیا اُس سے "انصار مدینہ" کی یاد تازہ ہوگئی۔ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں پاکستانیوں نے اپنے بے گھر ہونے والے ہم وطنوں کے لیے دل کھول کر ایثار کیا اور دفاعِ وطن کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالا۔ اسی طرح 2005ء کے تباہ کن زلزلے میں پاکستانیوں نے زلزلہ زدگان کے لیے بے پناہ ایثار کا مظاہرہ کیا۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) ایثار سے کیا مراد ہے؟ کوئی واقعہ تحریر کریں۔

جواب: ایثار کے معنی اپنی ضرورت پر کسی دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا ہے۔ مثلاً خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا۔

واقعہ: جنگ یرموک میں بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم زخمی ہو چکے تھے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ زخمیوں کو پانی پلائے۔ ایک طرف سے آواز آئی پانی پانی پلانے والا اپنا مشکیزہ لے کر ادھر گیا ابھی زخمی نے پانی نہیں پیا تھا کہ ایک آواز آئی پانی! پہلے زخمی نے پانی پینے سے انکار کر دیا اور دوسرے زخمی کو پانی پلانے کا کہا۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے کے دوسرے کے پاس پہنچا۔ ابھی اس نے زخمی کو پانی پلایا نہیں تھا کہ ایک آواز آئی پانی! دوسرے زخمی نے بھی پانی پینے سے انکار کر دیا اور نئی آواز کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پانی پلایا جائے۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے زخمی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ واصل بحق ہو چکا ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگ کر دوسرے زخمی کے پاس آیا دیکھا کہ وہ بھی جنت سدھار چکا ہے اب وہ سب سے پہلے زخمی کی طرف بھاگا کہ اسے پانی پلائے وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ ایثار کی مثال اس سے بہتر اور کہیں نہیں مل سکتی کہ تینوں نے جان دے دی لیکن پانی پینے میں پہل نہیں کی۔

(ب) قرآن پاک کی روشنی میں ایثار کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: اللہ اور رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے نزدیک ایثار کرنے والوں کی بے پناہ قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"
(سورۃ الحشر آیت:9)

ترجمہ: "اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند ہوں"

(ج) ہم اپنے ملک وملت کے لیے کس طرح ایثار کا مظاہرہ کر سکتے ہیں؟

جواب: کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کے باشندوں کے دلوں میں اس کے لیے ایثار ومحبت نہ ہو۔ وطن کو جب بھی کسی ناگہانی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ پوری قوم نے انصار مدینہ کی یاد تازہ کر دی۔ 1965، 1971 کی پاک بھارت جنگوں اور 2005 کے زلزلہ اور 2010 کے سیلاب کے دوران قوم نے ایثار کا مظاہرہ کیا اور ان شاء اللہ آئندہ بھی بوقت ضرورت وہ ایسا مظاہرہ کرتی رہے گی۔

Scanned with CamScanner

2. مختصر جواب لکھیں۔

(ا) کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کھجوروں کا چندہ پیش کیا؟

جواب: حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کھجوروں کا چندہ پیش کیا تھا۔

(ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کس قدر چندہ دیا؟

جواب: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا سب کچھ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے کر آ گئے

(ج) 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں اہل وطن نے کس طرح ایثار کا مظاہرہ کیا؟

جواب: پوری قوم نے دفاعِ وطن کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالا اس کے علاوہ متاثرینِ جنگ کے لیے بھی سامان اکٹھا کرنے میں بھرپور حصہ لیا۔

3. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) ایثار کا مطلب ہے:

(الف) صرف اپنی ضرورت کو ترجیح دینا
(ب) اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا
(ج) دوسروں کو ترجیح نہ دینا

(ب) غزوۂ تبوک کے موقع پر کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ میں دیے؟

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(ب)** حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) مسلمان کس علاقہ سے خالی ہاتھ صرف جان اور ایمان بچا کر مدینہ آئے تھے:

(الف) مکہ (ب) طائف (ج) شام

4. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ تبوک کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چندہ طلب فرمایا۔

(ب) حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کے باغ کو پانی دیا۔

(ج) ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے۔

(د) حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ کی تعریف فرمائی۔

5. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) ایثار کے معنی ہیں اپنی ضرورت پر کسی دوسرے کی ضرورت کو ترجیح نہ دینا۔		x
(ب) حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بھوکا رہ کر میزبانی کا حق ادا کیا۔		x
(ج) پاکستانی قوم ایک سچی اور اچھی قوم ہے۔	✓	
(د) ہم پاکستانی ہر حال میں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں۔	✓	

عملی کام: ملک و قوم کے لیے جذبہ ایثار کے موضوع پر ایک تقریر تیار کریں اور کسی تقریری مقابلے میں حصہ لیں۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(برطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. ایثار کے معنی ہیں۔
(a) تحفہ دینا **(b)** ترجیح دینا (c) مساوات قائم کرنا (d) خوشی دینا

2. غزوۂ تبوک میں کھجوریں پیش کی تھیں
(a) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(b) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (c) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(d) حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

3. حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد میں دینے کے لیے کھجوریں کیسے حاصل کیں؟
(a) کسی سے ادھار لے کر (b) بیوی کا زیور رہن رکھ کر
(c) لوگوں سے مانگ تانگ کر **(d)** رات بھر محنت مزدوری کر کے

4. رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے مواخات کا رشتہ قائم کیا۔
(a) مہاجرین و انصار میں (b) اوس و خزرج میں
(c) قریش اور یہودیوں میں (d) مختلف عرب قبائل میں

5. اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح صفت ہے۔
(a) مساوات کی (b) رحمدلی کی **(c)** ایثار کی (d) راست بازی کی

انشائیہ سوالات

1. انصارِ مدینہ کے ایثار پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: مدینے کے انصار نے مہاجر بھائیوں کے لیے ایثار و قربانی کا جو کارنامہ

عوام ہو یا دہ اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے مکے سے آنے والے مہاجروں کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے۔ کھلے دل سے مہاجرین کو اپنے گھروں میں مہمان ٹھہرایا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مہاجرین اور انصار میں مواخات کا رشتہ قائم کیا تو انصار نے اپنے گھر، مال و اسباب، باغات اور نخلستانوں تک میں اپنے مہاجر بھائیوں کو حصہ دار بنالیا۔

2. 1965ء کی جنگ میں پاکستانی فوج اور عوام کا ایثار و قربانی بیان کریں؟

جواب: فوج کا ایثار و قربانی:۔ ہمارے ملک پاکستان کی بری، بحری اور فضائی فوج نے 1965ء کی جنگ میں اپنے اپنے محاذ پر ایثار و قربانی اور جرأت و جاں بازی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ دشمن بھی ان مجاہدوں کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔

عوام کا ایثار و قربانی:۔ پاکستان کے عوام نے بھی اس موقع پر ہر طرح کی قربانی دی: (1) جنگ سے متاثرہ لوگوں کی دل کھول کر مدد کی۔ (2) زخمیوں کے علاج معالجے کے لیے نقد رقم اور ادویات مہیا کیں۔ (3) ضرورت مندوں کے لیے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ (4) کئی بچے دن رات امدادی سامان جمع کرتے رہے۔ بلکہ زخمیوں کے لیے خون دینے والے ہجوم میں شامل ہو کر اپنے ایثار کا ثبوت پیش کرتے رہے۔ بہت سے بچوں نے اپنا جیب خرچ اکٹھا کر کے امدادی فنڈ میں جمع کرا دیا۔

3. ایثار کسے کہتے ہیں؟

جواب: اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا ایثار کہلاتا ہے

4. ملک و قوم کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟

جواب: ملک و قوم کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہر شہری ملکی و قومی مفادات کو ذاتی مفاد پر ترجیح دے۔

5. غزوہ تبوک میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمت سرانجام دی؟

جواب: مالی امداد کے اعلان کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا سارا سامان اٹھا لائے آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کہا کہ گھر کیا چھوڑ آئے ہو تو انہوں نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کافی ہیں۔

6. حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک میں کیا پیش کیا؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار اشرفی نقد پیش کی

7. ہم اپنے وطن کی حفاظت کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

جواب: ہم درج ذیل اصولوں پر عمل کر کے اپنے وطن کی حفاظت کر سکتے ہیں:

(1) ہمیں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس سے ہمیں روحانی ہمت و جرأت حاصل ہوگی اور ہم ہر شعبہ زندگی میں بھرپور کردار ادا کریں گے۔ اس سے ہم مضبوط قوم بن جائیں گے اور اپنے ملک کی صحیح طریقے سے حفاظت کر سکیں گے۔

(2) ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں ملک و قوم کمزور ہوں۔

(3) ہمیں جدید تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک کی خدمت کرنی چاہیے۔

(4) ہمارا وطن پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ اس کی حفاظت، اس کی ترقی و خوشحالی کے لیے ایثار کرنا بھی جہاد ہے، جس میں حصہ لینا ہر پاکستانی کا دینی فریضہ ہے۔

حقوق العباد

حقوق العباد کا مفہوم: روزمرہ زندگی میں ہمارا سب سے قریبی تعلق والدین، بیوی، بچوں، بہن، بھائیوں، پڑوسیوں، اساتذہ اور دوستوں سے ہوتا ہے۔ یہ سب لوگ ہمارے اچھے رویے کے حق دار ہیں۔ سب انسانوں سے اچھے سلوک اور ہمدردی کے رویے کی بے حد اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کے حقوق مقرر ہیں۔ جنہیں حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کہا جاتا ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی ہم سب پر فرض ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق بجا طور پر ادا کرنے سے ہی اچھا معاشرہ بنتا ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق: انسان پر اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی ذمہ داریاں عائد کی ہیں جن کا ادا کرنا بے حد ضروری ہے۔

اول: عبادات الٰہی بندگی اور شکرگزاری۔ دوم: انسانوں کی خدمت اور ہمدردی پہلے فرائض کو "حقوق اللہ" یعنی اللہ کے حقوق اور دوسرے کو "حقوق العباد" یعنی بندوں کے حقوق کہتے ہیں۔ حقوق العباد میں قریبی تعلق دار یعنی والدین، اولاد، اساتذہ اور پڑوسی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ عام زندگی میں پہلا تعلق انہی سے وابستہ ہوتا ہے۔

1. **والدین کے حقوق: تعارف:** انسانوں کے قریبی تعلقات میں سب سے اہم اور قریبی تعلق والدین اور اولاد کا ہے۔ والدین اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں اولاد کی پرورش، ترقی، خوشحالی اور اچھی تربیت کے لیے صرف کرتے ہیں۔ اولاد کے آرام کے لیے دن رات مشقت کرتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال اور ترقی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس لیے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان سے بھی ویسا ہی اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو پالنے میں اس وقت کیا جب وہ چھوٹے تھے۔

والدین کے اولاد پر حقوق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے واضح ہدایت دی ہیں۔

والدین کے حقوق اور قرآن و حدیث: اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے "احسان" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط (سورۃ بنی اسرائیل:23)

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔

یہاں "احسان" کا مطلب ہے کہ ہم ان کے حقوق سے بڑھ کر ان کا خیال کریں۔

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے والدین کے ادب و احترام اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی بہت تاکید فرمائی ہے اور سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق ماں کو قرار دیا ہے۔

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ماں کے بارے میں فرمایا:

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ"۔

ترجمہ: جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ

وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: "میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے" تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تمہاری ماں" رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے پھر فرمایا: "اس کے بعد تمہارا باپ تمہارے حسن سلوک کا حق دار ہے"۔

والدین کے حقوق: والدین کے حقوق میں سے کچھ یہ ہیں:

1. والدین کے ساتھ ہمیشہ ادب و احترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔
2. ان کے آرام و آسائش اور کھانے پینے کا خیال رکھا جانا چاہیے۔
3. ان سے ہمیشہ نرم لہجے میں گفتگو کرنی چاہیے۔
4. اگر والدین مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک میں کوئی کمی نہ کی جائے۔
5. مسلمان والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے دعا و استغفار کی جائے۔
6. والدین کی طرف سے کی گئی جائز وصیت کو پورا کیا جائے۔
7. والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوست احباب کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے۔

2. اولاد کے حقوق:

مفہوم: اولاد کے حقوق ماں باپ کے فرائض ہیں اور ان کی ادائیگی لازمی ہے۔

اولاد کے بارے میں قرآن و حدیث کا حکم: اسلام سے قبل بعض لوگ اپنی اولاد کو غربت کے ڈر سے مار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سختی سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ط

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ان کو اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 31)

والدین کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بچے کی پرورش کریں۔ ان کی بہترین تربیت کریں۔ اُن کی صحیح تعلیم کا بندوبست کریں۔ ان کی جائز ضروریات اور حاجتوں کو اپنے وسائل کے مطابق پورا کریں۔ ساری اولاد کے ساتھ برابر کا سلوک کریں۔ بیٹے، بیٹی یا چھوٹے بڑے کی تمیز نہ رکھیں۔ ان سے ہمیشہ شفقت اور محبت کا سلوک کریں اور ان کو برائی سے بچائیں اور نیک سیرت بنائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر سکیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ (سورۃ التحریم آیت: 6)

یعنی خود بھی نیک عمل کرو اور اپنی اولاد کو بھی نیکی کی تلقین کرتے رہو۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر تحفہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

والدین کا فرض: والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے نیکی و پرہیزگاری کا عملی نمونہ بنیں تاکہ بچے بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ والدین اپنے بچوں سے محبت و شفقت کا رویہ اپنائیں۔ بے جا روک ٹوک بچوں کی شخصیت پر برا اثر ڈالتی ہے۔ بچوں کے ساتھ حسن سلوک والدین اور اولاد کے درمیان محبت اور اطاعت کا رشتہ مضبوط کرتا ہے۔ اسلام سے قبل بیٹیوں پر بہت ظلم کیا جاتا تھا انھیں زندہ دفن کیا جاتا تھا اور انھیں والدین کے ترکہ میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اسلام نے ان ظالمانہ رسم و رواج کا خاتمہ کر دیا ہے۔

3. اساتذہ کے حقوق:

اساتذہ کے حقوق: علم حاصل کرنا مقدس فریضہ ہے۔ اساتذہ ہی نسل کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں۔ ان کے اخلاق کو سنوارتے ہیں۔ زندگی کے آداب سکھاتے ہیں۔ انھیں معاشرے کا اچھا شہری بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ استاد کا مقام و مرتبہ معاشرے کے دوسرے افراد سے بلند تر ہے۔ اسلام نے انھیں روحانی والدین کا درجہ دیا ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ترجمہ: جن سے تم علم سیکھتے ہو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ بھی فرمایا:

ترجمہ: علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا بحیثیت معلم بھی بہت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ہر حکم بجا لانے کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتے اور اپنی آواز نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی آواز سے بلند نہیں کرتے تھے۔

اساتذہ طالب علموں کی ذہنی تربیت کرتے ہیں اس لیے وہ ان کے محسن ہیں۔ اساتذہ کا درجہ والدین سے کسی طرح کم نہیں۔ جس طرح والدین اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہیں اسی طرح اساتذہ ان کی روحانی اور ذہنی تربیت کرتے ہیں۔ اساتذہ کا یہ حق ہے کہ ان کا احترام کیا جائے اور شاگرد ان کے احسان کو زندگی بھر یاد رکھیں۔ ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے، ان کی بات غور اور توجہ سے سنی جائے، معاشرے میں ان کو باوقار مقام دیا جائے۔ اسی طرح اساتذہ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں۔

4. پڑوسیوں کے حقوق:

پڑوسیوں کے حقوق: انسان کی خوشی کا دارومدار اس کے قریبی لوگوں کے رویے پر ہوتا ہے اگر وہ ایک دوسرے کے آرام اور دکھ سکھ کا خیال رکھیں گے تو ان کی زندگی پرسکون ہوگی۔ اور اچھا معاشرہ بنے گا۔ ہر مہذب معاشرہ قریبی رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ (خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔ (سورۃ النساء آیت: 36)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ

ترجمہ: جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں برابر وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے ترکے کا وارث بھی بنا دیں گے۔

Scanned with CamScanner

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

ترجمہ: وہ شخص مومن نہیں جو سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوک کی حالت میں رات گزارے۔

اسلام نے تاکید کی ہے کہ ہمسائیوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے اور پڑوسی کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کیا جائے۔ ہمسائیوں کے حقوق کی اس قدر اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ پڑوسی قربت کی وجہ سے ہمارے دکھ درد اور مصیبت میں سب سے پہلے کام آتے ہیں۔ وہ خوشی اور غم کے موقع پر ہمارا ساتھ دینے کے لیے سب سے پہلے پہنچتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) قرآن مجید و احادیث نبوی کی روشنی میں والدین کے حقوق کیا ہیں؟

جواب: قرآن حدیث کی روشنی میں والدین کے حقوق:

(i) ادب و احترام سے پیش آنا۔ (ii) نرم لہجے میں گفتگو کرنا۔
(iii) اگر والدین مسلمان نہ بھی ہوں تب بھی حسن سلوک سے پیش آنا۔
(iv) فوت شدہ والدین کے لیے دعا و استغفار کرنا۔
(v) والدین کی طرف سے کی گئی جائز وصیت پورا کرنا۔
(vi) والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

(ب) والدین کے حقوق کی ادائیگی کے فضائل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص اپنے والدین کے حقوق پورے کرے گا تو وہ اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تابع فرمانی کرے گا۔ یہ کام نیکی کے طور پر اس کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔ اس کے علاوہ جب وہ والدین کی صف میں آجائے گا تو اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ اسی طرح کا حسن سلوک کرے گی۔ بلکہ قرآن نے تو والدین کے ساتھ احسان کرنے کا کہا ہے اور احسان حقوق سے بھی آگے ہے۔ حسن سلوک کی مستحق باپ سے بھی زیادہ ماں کو قرار دیا گیا ہے۔ اور "جنت ماں کے قدموں تلے ہے" یوں ماں باپ کی خدمت کر کے اولاد جنت کی حق دار بن سکتی ہے۔

(ج) اولاد کے حقوق قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا ہیں؟

جواب: ماں باپ کے فرائض اولاد کے حقوق کہلاتے ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اولاد کے حقوق:

(i) اولاد کو غربت کے ڈر سے نہ مارا جائے۔
(ii) بچے کی بہترین پرورش اور تربیت کی جائے۔
(iii) ساری اولاد سے برابر کا سلوک کیا جائے لڑکی لڑکے کی تمیز نہ رکھی جائے۔
(iv) اولاد سے شفقت اور محبت کا سلوک کیا جائے۔
(v) اولاد کو نیک عمل کرنے کی تلقین کرنی چاہیے تاکہ وہ "آگ" سے بچ جائیں۔
(vi) اچھی تعلیم و تربیت والدین کی طرف سے بہترین تحفہ ہے۔

(د) استاد کا رتبہ معاشرے کے دیگر افراد سے بلند کیوں ہے؟

جواب: اساتذہ نئی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں ان کے اخلاق کو سنوارتے ہیں زندگی کے آداب سکھاتے ہیں۔ انھیں معاشرے کا اچھا شہری بناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کا مقام و مرتبہ معاشرے کے دوسرے افراد سے بلند تر ہے۔

(ہ) ہمسائے کے حقوق کیا ہیں؟ ان حقوق کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: ہمسائے کے حقوق:

(i) ہمسایہ کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔
(ii) پڑوس کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کیا جائے۔
(iii) ہمسایوں کے آرام و سکون کا خیال رکھا جائے۔
(iv) ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

ہمسائے کی اہمیت: قرآن و حدیث میں ہمسائے کے حقوق کی بڑی اہمیت ہے ہمسایہ ایسا شخص ہے جو خوشی اور غم کے موقع پر ہمارا ساتھ دینے میں سب سے پہلے پہنچتا ہے۔ اگر قریبی ہمسایہ اور پھر دور کے ہمسائے سے حسن سلوک کیا جائے گا تو تمام معاشرتی برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی اور معاشرہ امن و سکون اور بھائی چارے کا ماحول ظاہر کرے گا۔

(و) حقوق العباد کی اہمیت پر ایک پیرا تحریر کریں۔

جواب: حقوق العباد کی اہمیت: انسان پر ذمہ داریاں دو طرح کی ہیں۔ (i) عبادت الٰہی، بندگی اور شکر گزاری۔ (ii) انسانوں کی خدمت اور ہمدردی پہلے کو حقوق اللہ کہا جاتا ہے جب کہ دوسرے حقوق العباد کہلاتے ہیں۔ حقوق العباد میں قریبی تعلق دار یعنی والدین، اولاد، اساتذہ کرام اور پڑوسی شامل ہیں۔ یہ سب لوگ اچھے رویے کے حق دار ہیں۔ سب انسانوں سے اچھے سلوک اور ہمدردی کے رویے کی بے حد اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کے حقوق مقرر ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی ہم سب پر فرض ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق بجا طور پر ادا کرنے سے ہی اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد بندے پر سب سے زیادہ احسانات کس کے ہیں؟

(الف) اساتذہ کے (ب) والدین کے (ج) ہمسائے کے

Scanned with CamScanner

(ب) سب سے زیادہ حسن سلوک کی حقدار کون ہے؟

(الف) ماں (ب) خالہ (ج) پھوپھی

(ج) رب کی رضا کس کی رضا میں پوشیدہ ہے؟

(الف) استاد (ب) حاکم **(ج) والد**

(د) کوئی باپ اپنی اولاد کو کس عطیہ سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتا؟

(الف) تعلیم (ب) خوراک (ج) دولت

(ہ) اسلام میں استاد کا درجہ کیا ہے؟

(الف) ہمدرد (ب) دوست **(ج) روحانی والد**

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) انسانوں کے آپس کے تعلقات میں سب سے قریبی تعلق والدین اور اولاد کا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے احسان کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(ج) دنیا میں سب سے زیادہ حسن سلوک کے حق دار والدین ہیں۔

(د) والدین کی طرف سے کی گئی جائز وصیت کو پورا کیا جائے۔

(ہ) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے علما کو انبیا علیہم السلام کا وارث قرار دیا ہے۔

(و) وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سوئے۔

(ز) پڑوسی کی جانب سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرنا چاہیے۔

4. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے x کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) انسانوں میں سب سے پہلے ہمسایوں کے حقوق کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔		x
(ب) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''کہ تیری ماں سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے''۔	✓	
(ج) والدین کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر بچے کی پرورش کریں۔		x
(د) اساتذہ کا درجہ والدین سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔	✓	
(ہ) گھر کے قریب رہنے والے شخص کو ہمسایہ کہتے ہیں۔	✓	

عملی کام: ☆ اساتذہ کے حقوق پر مشتمل چارٹ تیار کر کے کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ والدین کے حقوق سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث جمع کر کے چارٹ تیار کر کے کمرہ جماعت اور گھر میں آویزاں کریں۔

☆ سورۃ النساء کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق کی وضاحت اپنے ہم جماعتوں کو سنائیں۔

معروضی وانشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

(a) والدین کے حقوق کا (b) اولاد کے حقوق کا (c) یتیموں کے حقوق کا (d) ہمسایوں کے حقوق کا

2. اولاد کا یہ حق ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں کو اللہ کا عطیہ سمجھیں اور کسی طرح کا فرق روا نہ رکھیں۔

(a) ان کی تعلیم میں (b) ان کی تربیت میں (c) ان کی پرورش میں **(d) ان کی تعلیم و تربیت میں**

3. پڑوسیوں کا حق یہ ہے کہ ہم ان کے دکھ درد بانٹیں اور ان کے کام آئیں۔

(a) روزمرہ زندگی میں (b) جب وہ چاہیں (c) ضرورت کے وقت **(d) مصیبت میں**

4. حقوق اللہ سے مراد ہے۔

(a) ہمسایوں کے حقوق **(b) اللہ کے حقوق** (c) انسانوں کے حقوق (d) والدین کے حقوق

5. حقوق العباد سے مراد ہے۔

(a) ہمسایوں کے حقوق (b) اللہ کے حقوق **(c) بندوں کے حقوق** (d) والدین کے حقوق

6. اللہ تعالیٰ نے والدین پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔

(a) امیری کے ڈر سے **(b) مفلسی کے ڈر سے** (c) بے روزگاری کے ڈر سے (d) زیادہ اولاد کے ڈر سے

7. والدین کے لیے ضروری ہے کہ حقوق کے سلسلے میں اپنی ساری اولاد کے ساتھ کریں۔

(a) امتیازی سلوک (b) اچھا سلوک (c) بُرا سلوک **(d) یکساں سلوک**

8. اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے لفظ بیان فرمایا ہے۔

(a) شکر (b) رزق **(c) احسان** (d) صبر

Scanned with CamScanner

9. آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ماں اور باپ کو حسن سلوک کا مستحق اس نسبت سے قرار دیا۔
(a) ایک بار اور تین بار (b) دو بار اور دو بار
(c) تین بار اور ایک بار (d) چار بار اور ایک بار

10. اولاد کے حقوق ہوتے ہیں والدین کے۔
(a) حقوق (b) فرائض (c) ذمہ داریاں (d) احسانات

11. اساتذہ بچوں کی کرتے ہیں۔
(a) روحانی تربیت (b) ذہنی تربیت (c) جسمانی تربیت (d) خاص تربیت

12. حقوق کی اقسام ہوتی ہیں:
(a) دو (b) تین (c) چار (d) پانچ

13. اسلام میں بہت زیادہ خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے:
(a) پڑوسیوں کا (b) معذوروں کا (c) دوستوں کا (d) رشتہ داروں کا

14. ہمارے سب سے قریبی ساتھی ہوتے ہیں:
(a) پڑوسی (b) دوست (c) رشتہ دار

15. ہر مشکل اور مصیبت میں سب سے پہلے ہماری مدد کے لیے آتے ہیں:
(a) پڑوسی (b) دوست (c) رشتہ دار

انشائیہ سوالات

1. اسلام میں کن کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے؟
جواب: اسلام میں بندوں کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔

2. اللہ تعالیٰ نے کن کے حقوق کا خاص طور پر ذکر کیا ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

3. والدین کے حقوق بیان کریں۔
جواب: والدین کا حق یہ ہے کہ ہم ان کا کہا مانیں۔ ان کی خدمت کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ خاص طور پر جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ نہایت ادب سے پیش آئیں۔

4. اولاد کے حقوق بیان کریں۔
جواب: اولاد کا یہ حق ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں کو اللہ کا عطیہ سمجھیں اور ان کی تعلیم و تربیت میں کسی طرح کا فرق روا نہ رکھیں۔

5. حقوق اللہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: حقوق اللہ سے مراد وہ تمام حقوق ہیں جو خدا کے احکامات کی پیروی کے وقت بجا لاتے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و دیگر احکامات وغیرہ۔

6. اسلام اساتذہ کا ادب و احترام کرنے کا کیوں حکم دیتا ہے؟
جواب: اساتذہ بچوں کی روحانی تربیت کرتے ہیں۔ وہ بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔ ان کے اخلاق سنوارتے ہیں اور انہیں دنیا اور آخرت میں کامیابی کے راستے پر چلاتے ہیں۔ اس لیے ہمارا دین اساتذہ کرام کا ادب و احترام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

7. طلبہ کو اساتذہ کا احترام کس طرح کرنا چاہیے؟
جواب: ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے کہ "علم سیکھو اور علم سیکھنے کے لیے وقار اور سنجیدگی اپناؤ۔"
اس لیے طلبہ کو علم حاصل کرتے وقت درج ذیل باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے۔
1- توجہ سے تعلیم حاصل کرنا:۔ استاد سبق دے رہا ہو تو دھیان سے سنیں۔ اس دوران آپس میں باتیں نہ کریں۔ سمجھ نہ آنے والی بات مناسب وقت پر پوچھ لیں۔
2- ادب کرنا:۔ استاد کے سامنے خاموشی اور ادب سے بیٹھیں۔ ان سے بلند آواز میں گفتگو نہ کریں۔ استاد کا ذکر احترام سے کریں۔
3- سلام کرنے میں پہل:۔ استاد کو سلام کرنے میں پہل کریں۔
4- چلنے کے دوران احترام:۔ استاد کے ساتھ چل رہے ہوں تو ان کے آگے آگے نہ چلیں۔
5- خدمت کرنا:۔ استاد کی خدمت کا موقع ملے تو کوتاہی نہ کریں۔
6- دعائے خیر کرنا:۔ ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہیں اور گاہے بگاہے ان سے اپنے لیے بھی دعا کی درخواست کرتے رہیں۔

8. حقوق العباد کی اہمیت بیان کریں؟
جواب: اسلام چاہتا ہے کہ معاشرتی زندگی میں تمام افراد کو فرداً فرداً ان کے جائز حقوق ملتے رہیں تاکہ وہ سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں اور اپنی صلاحیتیں معاشرے کی ترقی میں استعمال کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے درمیان حقوق کا واضح تعین کر دیا ہے۔ حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں۔
(الف) حقوق اللہ۔ (ب) حقوق العباد۔
حقوق اللہ سے مراد اللہ کے حقوق ہیں۔ جیسے کہ نماز، روزہ وغیرہ۔ حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ ان حقوق میں والدین، رشتے دار، پڑوسی، مہمان، اجنبی، مسافروں، خادموں اور غلاموں وغیرہ کے حقوق شامل ہیں۔

9. پڑوسی کون لوگ ہوتے ہیں؟
جواب: پڑوسی ہمارے قریبی ساتھی ہوتے ہیں جو ہر مشکل اور مصیبت میں سب سے پہلے ہماری مدد کے لیے آتے ہیں۔

10. پڑوسیوں کے سلسلہ میں ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟
جواب: (i) ہم ہر روز پڑوسیوں، دوستوں اور ساتھیوں سے ملتے ہیں۔ ہمیں ان سب سے خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے۔
(ii) ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے بلکہ ہماری طرف سے دوسروں کو بھرپور ہمدردی اور مدد ملے۔ اس طرح اچھے تعلقات قائم ہوں گے اور زندگی میں اچھے تعلقات کا ہونا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔
(iii) ہمارے اچھے سلوک کے حقدار ہمارے قریبی ساتھی بھی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کا خاص خیال رکھیں۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہ بھی کریں تو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔

Scanned with CamScanner

بابِ پنجم
ہدایت کے سرچشمے / مشاہیرِ اسلام

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابتدائی حالات: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ قریش کی ایک معزز خاتون تھیں۔ اُن کی ذات میں صورت اور سیرت کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ وہ شرافت اور پاکیزگی کے سبب پورے قبیلے میں "طاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عام الفیل سے تقریباً 15 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اُن کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ ان کے والد مال دار اور کامیاب تاجر تھے۔ وہ اپنے قبیلے میں محترم شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن ہی سے نیک سیرت اور معاملہ فہم تھیں۔

تاجر باپ کی تاجر بیٹی: انھوں نے اپنے والد کی وسیع تجارت کو سنبھالا اور عمدہ طریقے سے آگے بڑھایا۔ اُن کی ذہانت اور دیانت داری کی بدولت اُن کی تجارت نے خوب ترقی کی۔ ان کا سامانِ تجارت پورے قریش کے مال کے برابر ہوتا تھا۔ اُس زمانے میں تجارت قریش کا معزز پیشہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا مال دوسرے لوگوں کے ہاتھ تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھیں اور لوگوں کو اُن کی کارکردگی کے مطابق معاوضہ دیا کرتی تھیں۔

تجارت کے لیے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے درخواست: اُس زمانے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صداقت اور دیانت کا چرچا پورے مکہ مکرمہ میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اُن کا سامانِ تجارت ملک شام لے جائیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو انھوں نے دوگنا معاوضے کی پیشکش کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے رضا مندی ظاہر فرمادی اور اُن کا مال ملک شام کو لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت کے لیے اپنا ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا ہمراہ کردیا۔

میسرہ کی گواہی: میسرہ نے سفر کے دوران آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے حسنِ اخلاق اور تجارت کے معاملات کو دیکھا۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صداقت اور دیانت سے بہت متاثر ہوا اور سامان کی خرید و فروخت کا پورا حال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا۔ اس سفر سے اُن کو اتنا منافع حاصل ہوا جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔

میسرہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دیانت داری، بلند کرداری اور حسنِ کارکردگی کے بارے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تفصیلات بتائیں جنھیں سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت متاثر ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے نکاح:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے شادی کا پیغام حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بھجوایا۔ جسے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے مشورے سے قبول فرمالیا۔ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک 25 برس تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ حضرت ابو طالب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا نکاح پڑھایا۔

پہلی وحی کا نزول: جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غارِ حرا میں نزولِ وحی کا آغاز ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک غم گسار اور حوصلہ مند بیوی کی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔

پہلی مسلمان خاتون: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی آواز پر لبیک کہا۔ اور فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں تبلیغِ اسلام میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا سہارا بنی رہیں اور ہر مشکل وقت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پوری مدد کرتی رہیں۔

شعب ابی طالب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا قیام: اہلِ قریش کی سختی اور مخالفت کے باوجود اسلام پھیلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تبلیغ ناقابلِ برداشت ہوگئی۔ اہلِ قریش نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خاندان بنو ہاشم سے مکمل طور پر قطع تعلقی اختیار کرلی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت ابو طالب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اور اپنے خاندان کو لے کر مکہ مکرمہ کے باہر ایک گھاٹی میں چلے گئے جسے "شعبِ ابی طالب" کہا جاتا ہے۔ یہ نبوت کا ساتواں سال تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نازک مرحلہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ساتھ رہیں۔ تین برس تک خاندانِ نبوت اس محاصرے میں رہا۔ یہ بڑا صبر آزما دور تھا۔ مکہ مکرمہ کی سب سے مال دار خاتون نے اپنا سارا مال اسلام کی اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیا۔ انھوں نے تمام تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا بڑے صبر کے ساتھ کیا الغرض حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مثالی بیوی تھیں۔

وفات: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 11 رمضان المبارک 10 نبوی کو ہوا اور انھیں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر 65 برس تھی۔ اُن کی وفات سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت صدمہ ہوا۔

عام الحزن: اس سال حضرت ابو طالب کا بھی انتقال ہوا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا۔

مہربان رفیقۂ حیات: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد بھی اُن کا ذکر بڑی محبت اور غم گساری سے کیا کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرمایا کرتے تھے۔

ترجمہ: مجھے ان سے بہتر اور مہربان رفیقۂ حیات نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اولاد بھی عطا کی۔

Scanned with CamScanner

مشقی سوالات کا حل

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے ابتدائی حالات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ قریش کی ایک معزز خاتون تھیں ان کا لقب طاہرہ تھا۔ ان کی ذات میں صورت اور سیرت کی تمام خوبیاں موجود تھیں ان کی پیدائش واقعہ اصحاب فیل سے 15 سال پہلے ہوئی ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ ان کے والد ایک کامیاب تاجر تھے۔ انھوں نے اپنے والد کے پیشے کو اپناتے ہوئے اسے آگے بڑھایا۔

(ب) اسلام کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمات کیا ہیں؟

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لانے والی پہلی خاتون تھیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک غم گسار اور حوصلہ مند بیوی کی طرح آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا تن من دھن اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ تبلیغ اسلام میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا سہارا بنی رہیں اور ہر مشکل وقت میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی پوری مدد کرتی رہیں۔

شعب ابی طالب میں قیام کے دوران آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پامردی اور بہادری سے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا بڑے صبر کے ساتھ کیا اور اپنا سارا مال اسلام کی اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

(ج) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف کس طرح فرمایا کرتے تھے؟

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ان کا ذکر بڑی محبت اور غم گساری سے کیا کرتے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ فرمایا کرتے تھے "مجھے ان سے بہتر اور مہربان رفیقہ حیات نہیں ملی"۔

(د) کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی مسلمان خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہے؟ اس موضوع پر تفصیلاً لکھیں۔

جواب: ہاں، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی مسلمان خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب طاہرہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیک سیرت اور معاملہ فہم تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیانت دار تھیں اور دیانت و امانت کو پسند کرتی تھیں۔ اس لیے نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے حسن واخلاق سے متاثر ہو کر انھیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجارت پیشہ تھیں اور لوگوں کو ان کی کارکردگی کے مطابق معاوضہ دیا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کامیاب بیوی تھیں۔ پہلی وحی کے وقت جس انداز میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول مقبول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو تسلی اور حوصلہ دیا وہ قابلِ ستائش ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سارا مال تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے رسولِ مقبول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو اولاد عطا کی۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے حوالہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بھی قابلِ تقلید ہے۔ غرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات اور اسوہ مسلمان خواتین کے لیے ایک روشن مینارہ ہیں۔

2. **صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کب پیدا ہوئیں؟

(الف) عام الفیل کے سال
(ب) عام الفیل سے 15 سال پہلے ✓
(ج) عام الفیل سے 15 سال بعد

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب کیا تھا؟

(الف) طاہرہ ✓ (ب) صدیقہ (ج) طیبہ

(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال کب ہوا؟

(الف) 6 نبوی (ب) 8 نبوی (ج) 10 نبوی ✓

(د) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت اُن کی عمر کتنے برس تھی؟

(الف) 60 برس (ب) 65 برس ✓ (ج) 70 برس

3. **خالی جگہ پُر کریں۔**

(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام <u>خویلد بن اسد</u> تھا۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام <u>فاطمہ بنت زائدہ</u> تھا۔

(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے اپنا سامان تجارت <u>شام</u> لے جانے کی درخواست کی۔

(د) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا غلام <u>میسرہ</u> حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے ہمراہ روانہ کیا۔

(ہ) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا <u>حضرت ابوطالب</u> کے مشورہ سے نکاح کا پیغام قبول فرمایا۔

(و) عورتوں میں سب سے پہلے <u>حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا</u> نے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی آواز پر لبیک کہا۔

Scanned with CamScanner

(ز) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 11 رمضان المبارک 10 نبوی کو ہوا۔

عملی کام: ☆ ''اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دین اسلام کے لیے خدمات'' کے عنوان کے تحت طلبہ و طالبات مکالمہ کریں۔

☆ جماعت کے طلبہ کے درمیان اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک مختصر مضمون لکھنے کا مقابلہ کروائیں۔

☆ اسلام کی خاتونِ اول خواتین کے لیے رول ماڈل تھیں۔ اس عنوان پر چارٹ بنا کر اپنے گھروں میں آویزاں کریں۔

معروضی و انشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا کیا نام تھا؟
(a) خویلد بن اسد (b) امیہ بن خلف (c) ابوسفیان (d) خالد بن ولید

2. جب حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی تصدیق کس نے فرمائی؟
(a) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(b) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(c) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (d) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس گھرانے میں جنم لیا؟
(a) غریب (b) دیندار اور مذہبی (c) مالدار تاجر (d) سیاسی

4. عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
(a) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (b) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
(c) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (d) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

5. طاہرہ لقب تھا۔
(a) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (b) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
(c) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا (d) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا

6. ''خدیجۃ الکبریٰ'' مشہور تھیں بحیثیت۔
(a) معلم (b) صنعت کار (c) کاشتکار (d) مال دار تاجر

7. حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کتنے سال شعب ابی طالب میں محصور رہے؟
(a) ایک سال (b) دو سال (c) تین سال (d) چار سال

8. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو اپنا سامان تجارت کس ملک میں لے جانے کی درخواست کی؟
(a) شام (b) عراق (c) مصر (d) ایران

انشائیہ سوالات

1. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا کیا نام تھا؟
جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام خویلد بن اسد تھا۔

2. لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کس لقب سے پکارتے تھے؟
جواب: لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لقب سے پکارتے تھے۔

3. حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی کن خوبیوں کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی؟
جواب: حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی ایمان داری اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔

4. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے کیا درخواست کی؟
جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے سامان تجارت کو ملک شام لے جانے کی درخواست کی۔

5. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے غلام نے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں کیا بتایا؟
جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے غلام نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سچائی اور دیانت داری کی بہت تعریف کی۔

6. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے تجارت کی درخواست کیوں کی؟
جواب: حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی ایمانداری اور اعلیٰ کردار کی شہرت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے سامان تجارت کو ملک شام لے جانے کی درخواست کی۔

7. حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو تجارت میں کیوں زیادہ منافع ہوا؟
جواب: حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے عمدہ اخلاق اور دیانت داری کی وجہ سے تجارت میں بہت زیادہ نفع ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابتدائی حالات: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حیدر کرار، اسد اللہ اور مرتضیٰ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقب حیدر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلانِ نبوی سے تقریباً دس برس پہلے پیدا ہوئے۔

آغوشِ نبوت میں تربیت: حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوشِ نبوت میں تربیت پائی۔

download from https://informationsoup.com

Scanned with CamScanner

بچوں میں پہلے اسلام لانے والے: جب حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس برس تھی۔ یہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ پہلے اسلام لانے والوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر زندگی کے ہر مرحلے پر نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔

مکہ مکرمہ میں قیام: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول اسلام کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں بسر کیے۔ جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عبادت کرتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ حج کے موقع پر حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مختلف قبائل کو دعوت اسلام دیتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہمراہ ہوتے۔

داماد رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ: مدینہ منورہ ہجرت کے بعد نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد ان کے غسل اور تجہیز و تکفین کی خدمت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بہادر اور دلیر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گذار، سادہ مزاج اور علم و فضل میں کامل تھے۔ مظلوموں کی دادرسی کرتے تھے اور زہد و تقویٰ کا بہترین نمونہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے کارنامے:

ہجرت کی رات بستر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سونا: کفار مکہ نے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو قتل کرنے کی سازش تیار کی۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ ہجرت کے موقع پر جب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے مثال بہادری اور جرأت کا مظاہرہ کیا اور بغیر کسی ڈر یا خوف کے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بستر پر لیٹ گئے۔ ہجرت کے وقت حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس کفار مکہ کی کچھ امانتیں تھیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں واپس لوٹا کر مدینہ منورہ چلے آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی امانتیں اُن کو واپس کیں اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

میدان جنگ میں بہادری: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر اور شجاع تھے۔ میدان جنگ میں جاتے تو بے باکانہ جاتے اور مدمقابل کو پچھاڑ دیتے تھے۔

غزوات میں شرکت: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ بدر میں بہت سے کفار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار سے واصل جہنم ہوئے۔ غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو وقتی پسپائی ہوئی اور کفار حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو زخمی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کی۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا اور فتح کی خوشخبری سنادی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور یہودی سردار مرحب کو پہلے ہی وار میں قتل کر دیا اس کے بعد یہودیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا اس واقعے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم، تقویٰ، شجاعت، حکمت و دانائی اور فصاحت و بلاغت جیسی عظیم صفات کے حامل تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و فرمودات ضرب المثل ہیں۔

پہلے خلفا کی مجلس شوریٰ کے رکن: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی خدمت میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے۔

چوتھے خلیفہ راشد: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مہاجرین اور انصار کے پرزور اصرار پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو قبول کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور حکومت میں حالات کو بہتر بنانے میں کوشاں رہے اور قرآن و سنت کے مطابق اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار سال نو ماہ تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔

شہادت: سن 40 ہجری میں ماہ رمضان کی ایک صبح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز فجر کے دوران ایک خارجی ابن ملجم نے تلوار سے وار کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گہرے زخم آئے۔ 21 رمضان المبارک کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی۔

مشقی سوالات کا حل

1. مختصر جواب لکھیے۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول مقبول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت ابوطالب کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب، لقب حیدر کرار، اسداللہ اور مرتضیٰ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر زندگی کے ہر مرحلے پر نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ داماد رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں حصہ لیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گزار، سادہ مزاج اور علم و فضل میں کامل تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ پہلے تین خلفاء کے ادوار میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد ان کے غسل اور تجہیز و تکفین کی خدمت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Scanned with CamScanner

خلافت کا عرصہ پونے پانچ سال ہے۔ سن 40 ہجری میں ایک خارجی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا تو اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے پاس مکہ کے لوگوں کی کچھ امانتیں موجود تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رات میرے بستر پر لیٹ جائیں اور صبح مکہ والوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آ جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال بہادری اور جرأت کا مظاہرہ کیا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر بلا خوف و خطر لیٹ گئے اور صبح کو کفار کی امانتیں واپس کر کے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیبر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: غزوہ خیبر میں جب محاصرہ لمبا ہو گیا تو ایک صبح رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے یہودی سردار مرحب کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی وار میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس واقعے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "فاتح خیبر" کہا جاتا ہے۔

(د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت ہمارے لیے قابل تقلید نمونہ ہے، نوٹ لکھیں۔

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت تمام مسلمانوں کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت گزار، سادہ مزاج اور علم و فضل میں کامل تھے۔ مظلوموں کی دادرسی کرتے تھے اور ہمیشہ تقویٰ کو اختیار کیے رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر تھے پہلے تین خلفائے راشدین کو اپنے قیمتی مشورے دیتے رہے اور تقریباً پانچ سال تک خود بھی حکمرانی کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم، تقویٰ، شجاعت، حکمت و دانائی اور فصاحت و بلاغت جیسی عظیم صفات کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و فرمودات ضرب المثل ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنین کریمین کے والد گرامی تھے۔ جنہوں نے اسلام کے ننھے پودے کو اپنے خون سے آبیاری کر کے تناور درخت بنایا۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ تھا؟

(الف) چچازاد بھائی (ب) ماموں زاد بھائی (ج) پھوپھی زاد بھائی

(ب) اسلام قبول کرتے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کتنی تھی؟

(الف) پندرہ سال (ب) بارہ سال (ج) دس سال

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کس سے ہوا؟

(الف) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ب) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(د) خیبر کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کس سے ہوا؟

(الف) مرحب (ب) ولید بن عتبہ (ج) ابوجہل

(ہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کب ہوئی؟

(الف) 21 رمضان المبارک (ب) 21 محرم الحرام (ج) 21 ذوالحج

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت ابوطالب کے بیٹے تھے۔

(ب) جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 10 برس تھی۔

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادہ مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ علم و فضل میں کامل تھے۔

(د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حیدر کرار، اسد اللہ اور مرتضیٰ تھا۔

(ہ) غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

(و) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور یہودی سردار مرحب کو پہلے ہی وار میں قتل کر دیا۔

(ز) فتح خیبر کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیبر کا لقب دیا گیا۔

(ح) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں بے شمار خوبیاں تھیں۔

(ط) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 4 سال 9 ماہ تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔

عملی کام:

☆ طلبہ تاریخ اسلام سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات اور ان کے حالات پڑھیں اور ساتھیوں کو بتائیں۔

Scanned with CamScanner

معروضی وانشائیہ سوالات

(بمطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے تھے:
(a) ابو طالب کے (b) ابو سفیان کے (c) ابو لہب کے (d) ابو جہل کے

2. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت تھی:
(a) ابو حسین، ابو حنیفہ (b) ابو الحسن، ابو تراب
(c) ابو القاسم، ابو الخیر (d) ابو الخیر، ابو بکر

3. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیدر لقب دیا:
(a) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے (b) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے
(c) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا نے
(d) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے

4. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے:
(a) بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پانچ سال قبل
(b) بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے دس سال قبل
(c) بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے 15 سال قبل
(d) بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے چار سال قبل

5. جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تھی:
(a) پانچ سال (b) دس سال (c) پندرہ سال (d) بیس سال

6. بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے:
(a) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (b) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(c) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (d) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7. رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین کی:
(a) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (b) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(c) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (d) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

8. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف تھے:
(a) بہادری، دلیری، سادہ مزاجی (b) خدا خوفی، عدل، خود پسندی
(c) خود پسندی، دولت پرستی (d) دولت پرستی، بچ کی یلغار

9. ہجرت کے وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے بستر پر سلایا:
(a) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (b) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(c) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (d) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

10. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس غزوہ میں شرکت نہ فرمائی تھی:
(a) غزوہ بدر (b) غزوہ احد (c) غزوہ خندق (d) غزوہ تبوک

11. غزوہ خیبر کے موقع پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم دیا:
(a) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (b) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(c) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (d) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

12. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کی اہم خوبیاں تھیں:
(a) علم، تقویٰ، خود پرستی (b) شجاعت، خود غرضی، خود پسندی
(c) علم، تقویٰ، شجاعت (d) علم، تقویٰ، بزدلی

13. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت ہے:
(a) 2 سال 8 ماہ (b) 5 سال 4 ماہ (c) 6 سال 10 ماہ (d) 4 سال 9 ماہ

انشائیہ سوالات

1. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور والدہ کا نام کیا تھے؟
جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔

2. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصلی نام، کنیت اور القاب کیا تھے؟
جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی، کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے جبکہ آپ کا لقب حیدر کرار، اسد اللہ اور مرتضیٰ ہے۔

3. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش کس عظیم شخصیت نے کی؟
جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش کی۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوش نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں پرورش پائی۔

4. رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تجہیز و تکفین کس نے کی؟
جواب: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد ان کے غسل اور تجہیز و تکفین کی خدمت بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دی۔

5. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے اوصاف تحریر کریں۔
جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بہادر اور دلیر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گزار، سادہ مزاج اور علم و فضل میں کامل تھے۔ مظلوموں کی دادرسی کرتے تھے اور زہد و تقویٰ، شجاعت، حکمت و دانائی اور فصاحت بلاغت جیسی عظیم صفات کے حامل تھے۔

6. ہجرت مدینہ کی رات رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس کو اپنی جگہ سلایا؟
جواب: ہجرت مدینہ کی رات رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ لٹا دیا تاکہ وہ اہل مکہ کی امانتیں ان کے حوالے کر کے مدینہ منورہ آئیں۔

7. غزوہ احد کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کی؟
جواب: غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو وقتی پسپائی ہوئی اور کفار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو زخمی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کی۔

Scanned with CamScanner

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ

تعارف: صوفیائے کرام نے اسلام کا نور دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیلایا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگان دین نے یہ فریضہ سرانجام دیا ان میں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش ؒ کا نام بہت اہم ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ؒ مشہور صوفی بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ آپ کا اصل نام علی اور ان کے والد کا نام عثمان تھا۔

آبائی وطن: آپ ؒ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب ہجویر میں 1009ء میں پیدا ہوئے اسی لیے آپ کے نام کے ساتھ ہجویری لکھا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان نے بعد ازاں ہجویر چھوڑ کر غزنی کے محلہ جلاب میں رہائش اختیار کر لی۔ اس لیے آپ ؒ کے نام کے ساتھ جلابی بھی لکھا جاتا تھا۔

تحصیل علم: آپ ؒ کا خاندان علم و تقویٰ میں مشہور تھا۔ آپ ؒ نے ابتدائی تعلیم غزنی سے حاصل کی اور مزید تعلیم کے حصول کے لیے خراسان، کرمان، عراق، شام، لبنان، آذربائیجان اور دیگر علاقوں کا سفر کیا اور کثیر علماء سے علم حاصل کیا۔ آپ ؒ نے دین کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں بے شمار مصیبتیں اٹھائیں۔ آپ ؒ نے علم کے ساتھ عمل کرنے پر بہت زور دیا۔ آپ ؒ کی تعلیمات اور کردار آج بھی ہمارے لیے شمع ہدایت ہے۔

لاہور آمد: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استاد اور مرشد کی جانب سے حکم دیا گیا تھا کہ آپ ؒ لاہور تشریف لے جائیں تاکہ لوگ آپ ؒ کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوں اور آپ ؒ کے ذریعے دین کا بول بالا ہو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد و مرشد کے حکم کے مطابق 1039ء میں غزنی سے لاہور تشریف لائے۔

لاہور میں قیام: آپ ؒ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی اور ایک درسگاہ کا بھی آغاز کیا۔ اس وقت لاہور پر غزنوی خاندان کی حکومت تھی۔ حضرت علی ہجویری ؒ کے اخلاق، کردار اور کرامات سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

گنج بخش کا لقب: گنج بخش کے معانی ہیں خزانہ بخشنے والا۔ حضرت داتا گنج بخش ؒ کو یہ لقب مشہور صوفی بزرگ اور ولی اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ؒ نے دیا تھا۔ وہ آپ ؒ کے مزار پر تشریف لائے تھے اور کچھ عرصہ یہاں چلہ کش رہے تھے۔ چونکہ آپ ؒ کی تبلیغ کی کوششوں سے ہزاروں لوگوں کو ہدایت ملی تھی اس لیے آپ ؒ اس لقب کے صحیح حقدار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ؒ اپنے اصل نام کے بجائے حضرت داتا گنج بخش ؒ کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

تصوف پر کتابیں: آپ ؒ قرآن و حدیث اور فقہ کے عالم تھے۔ آپ ؒ کی مادری زبان فارسی تھی تاہم آپ ؒ کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ آپ ؒ کے زمانے میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے معاشرے میں دین کی جڑیں کمزور ہو رہی تھیں۔ آپ ؒ نے انسانیت کی بہتری اور دین سے آگاہی کے لیے بہت سی کتابیں تحریر کیں۔ جن کا موضوع تصوف تھا اور ان میں سب سے مشہور کشف المحجوب ہے۔

تعلیمات: آپ ؒ نے لوگوں کو حصول علم کی ہمیشہ ترغیب دی اور غافل علماء اور جاہل صوفیاء کی صحبت سے بچنے کی تاکید کی۔ آپ ؒ فرماتے تھے کہ فقیر کو صبر اور غنی کو شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔

آپ ؒ کی تعلیمات کے مطابق حقیقی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کی پیروی کرنے والا ہو۔ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہو اور بدی، کینہ، حسد، جھوٹ، مکر و فریب اور لالچ سے پرہیز کرنے والا ہو۔

کشف المحجوب: آپ ؒ کی تصانیف میں سب سے زیادہ مقبولیت کشف المحجوب کو حاصل ہوئی جو کہ فارسی زبان میں ہے مگر اس کے تراجم دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں آپ ؒ نے تصوف سے متعلق لوگوں میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کیا اور تصوف کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کشف المحجوب ایسا شاہکار ہے جس کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا۔ اس خوبی کی بنا پر آج بھی کشف المحجوب کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے۔ جتنی آج سے نو سو سال پہلے تھی۔ کتاب کا انداز بیان سادہ اور واضح ہے۔

وفات: آپ ؒ کی تاریخ وفات مشہور روایت کے مطابق 1072ء میں ہوئی۔ آپ ؒ کا مزار لاہور میں ہے۔ جو کہ داتا دربار کے نام سے مشہور ہے۔ اسی نسبت سے لاہور کو داتا کی نگری بھی کہا جاتا ہے۔

ہر سال آپ ؒ کا عرس عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ لوگ دور دراز سے آکر آپ ؒ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

مشقی سوالات کا حل

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) حضرت داتا گنج بخش ؒ کے ابتدائی حالات زندگی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت داتا گنج بخش ؒ کا اصل نام علی اور والد کا نام عثمان تھا۔ آپ ؒ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب ہجویر میں 1009ء میں پیدا ہوئے آپ ؒ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے آپ ؒ نے ابتدائی تعلیم غزنی سے حاصل کی اور مزید تعلیم کے حصول کے لیے بہت دوسرے علاقوں کا سفر کیا اور بہت سا علم حاصل کیا۔ آپ ؒ نے دین کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں بے شمار مصیبتیں اٹھائیں۔

(ب) حضرت داتا گنج بخش ؒ کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: آپ ؒ نے لوگوں کو حصول علم کی طرف راغب کیا اور غافل

علما اور جاہل صوفیا کی صحبت سے بچنے کی تاکید کی۔ آپ ؒ کا قول ہے کہ فقیر کو صبر اور غنی کو شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ آپ کی تعلیمات کے مطابق حقیقی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کی پیروی کرنے والا ہو۔ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہو اور بدی، کینہ، حسد، جھوٹ، مکر و فریب اور لالچ سے پرہیز کرنے والا ہو۔

(ج) کشف المحجوب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت داتا گنج بخش ؒ کی مادری زبان فارسی ہے آپ ؒ نے بہت سی تصانیف کیں لیکن کشف المحجوب کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی کتاب کے تراجم دنیا کی بہت سی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا کتاب کا انداز بیان سادہ اور واضح ہے۔

(د) حضرت داتا گنج بخش ؒ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش ؒ نے تحصیلِ علم کے سلسلہ میں بہت سی صعوبتیں اٹھائیں۔ دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا اور بہت سے علما سے ملاقات کی۔ اسی طرح تبلیغ اسلام کے لیے دور دراز کے علاقوں جیسے لاہور میں تشریف لائے۔ اپنے اخلاق، کردار اور کرامات کی بدولت ہزاروں لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ آپ ؒ کے بقول حقیقی صوفی اللہ اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے، اخلاق حسنہ کا مالک ہوتا ہے اور بدی، کینہ، حسد، جھوٹ، مکر و فریب اور لالچ سے پرہیز کرنے والا ہوتا ہے۔ ہمیں حضرت داتا گنج بخش ؒ کے فرمودات اور تبلیغ اسلام کے لیے ان کی کوششوں کی پیروی میں آگے آنا چاہیے اور ان کے اسوہ تبلیغ کی اتباع میں نیکی کو پھیلانا چاہیے۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت داتا گنج بخش ؒ کی پیدائش غزنی کے قریب کس علاقے میں ہوئی؟

(الف) جلاب **(ب)** ہجویر (ج) خراسان

(ب) حضرت داتا گنج بخش ؒ کی مادری زبان کون سی تھی؟

(الف) فارسی (ب) عربی (ج) اردو

(ج) حضرت داتا گنج بخش ؒ نے کس شہر کو دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا؟

(الف) لاہور (ب) ملتان (ج) دہلی

(د) حضرت داتا گنج بخش ؒ برصغیر میں کس لقب سے مشہور ہیں؟

(الف) شکر گنج **(ب)** داتا گنج بخش (ج) غریب نواز

(ہ) حضرت داتا گنج بخش ؒ کا مزار کس شہر میں ہے:

(الف) غزنی **(ب)** لاہور (ج) ہجویر

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حضرت داتا گنج بخش ؒ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب ہجویر میں پیدا ہوئے۔

(ب) حضرت علی ہجویری ؒ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

(ج) حضرت علی ہجویری ؒ جب لاہور تشریف لائے تو لاہور پر غزنوی خاندان کی حکومت تھی۔

(د) حضرت علی ہجویری ؒ کو داتا گنج بخش کا لقب خواجہ معین الدین چشتی ؒ کی طرف سے دیا گیا۔

(ہ) حضرت داتا گنج بخش ؒ کی مشہور کتاب کا نام کشف المحجوب ہے۔

4. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	حضرت داتا گنج بخش ؒ افغانستان کے شہر	کشف المحجوب فارسی زبان میں ہے۔
ب	حضرت داتا گنج بخش ؒ اپنے مرشد کے حکم پر	موضوع تصوف ہے۔
ج	حضرت معین الدین چشتی ؒ کی جانب سے	آپ کو داتا گنج بخش ؒ کا لقب دیا گیا۔
د	حضرت علی ہجویری ؒ کی کتابوں کا	غزنی کے قریب ہجویر میں پیدا ہوئے۔
ہ	حضرت علی ہجویری ؒ کی مشہور کتاب	غزنی سے لاہور تشریف لائے۔

عملی کام:

☆ طلبہ حضرت علی ہجویری ؒ کی شخصیت پر مختصر تقریر تیار کریں۔

☆ طلبہ حضرت علی ہجویری ؒ کی مشہور تعلیمات کا چارٹ تیار کریں۔

Scanned with CamScanner

معروضی وانشائیہ سوالات

(مطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام تھا:
(a) علی (b) داتا صاحب (c) علی حسین (d) محمد علی

2. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(a) 1009ء میں (b) 1014ء میں
(c) 1023ء میں (d) 1024ء میں

3. حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس پشت میں ملتا ہے:
(a) پانچویں پشت (b) چھٹی پشت (c) ساتویں پشت (d) آٹھویں پشت

4. حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان مشہور تھا:
(a) پیری مریدی میں (b) علم و تقویٰ میں
(c) صنعت و حرفت میں (d) سپہ سالاری میں

5. حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم کے حصول کا شہر ہے:
(a) غزنی (b) خراسان (c) کرمان (d) شام

6. تحصیل علم کے لیے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کرنے والے علاقوں کا گروپ ہے:
(a) سعودی عرب، افغانستان، ہندوستان، کشمیر
(b) خراسان، کرمان، عراق، لبنان، آذربائیجان
(c) یورپ، لبنان، افغانستان، سعودی عرب (d) خراسان، کرمان، لبنان، امریکہ

7. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور تشریف لانے کی وجہ تھی:
(a) تجارت (b) تبلیغ دین (c) حصول علم (d) معلم

8. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں تشریف لائے:
(a) 1039ء میں (b) 1042ء میں (c) 1043ء میں (d) 1044ء میں

9. گنج بخش کے لفظی معانی ہیں:
(a) خزانہ بخشنے والا (b) علم بخشنے والا (c) دعا دینے والا (d) لنگر دینے والا

10. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے:
(a) قرآن وحدیث اور فقہ کے (b) علم و ادب اور طبیعات کے
(c) فلکیات اور علم نجوم کے
(d) طبیعات اور طب نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے

11. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا موضوع تھا:
(a) فکر (b) طب (c) دولت (d) تصوف

12. کشف المحجوب کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں:
(a) کتابوں کا اجراء ہوا (b) دینی کتب پڑھنے کا شوق پیدا ہوا
(c) صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا (d) علم گرامر سے واقفیت پیدا ہوئی

13. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:
(a) کراچی میں (b) لاہور میں (c) پاک پتن میں (d) قصور میں

انشائیہ سوالات

1. حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام تحریر کریں۔
جواب: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام علی اور ان کے والد کا نام عثمان تھا۔

2. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو ہجویری کیوں کہتے ہیں؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب ہجویر میں پیدا ہوئے اسی لیے آپ کے نام کے ساتھ ہجویری لکھا جاتا ہے۔

3. اسلام کی اشاعت میں صوفیا کرام نے کیا کردار ادا کیا؟
جواب: صوفیائے کرام نے اسلام کا نور دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیلایا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگان دین نے یہ فریضہ سرانجام دیا، ان میں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت اہم ہے۔

4. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کس عظیم شخصیت سے ملتا ہے؟
جواب: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے بعد ازاں ہجویر چھوڑ کر غزنی کے محلہ جلاب میں رہائش اختیار کی۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ جلابی بھی لکھا جاتا ہے۔

5. حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان علم و تقویٰ میں مشہور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم غزنی سے حاصل کی اور مزید تعلیم کے حصول کے لیے خراسان، کرمان، عراق، شام، لبنان، آذربائیجان اور دیگر علاقوں کا سفر کیا اور کثیر علماء سے علم حاصل کیا۔

6. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کب لاہور آئے؟
جواب: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ 1039ء میں غزنی سے لاہور آئے۔

7. حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور میں دین کی تبلیغ پر نوٹ لکھیں۔
جواب: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استاد اور مرشد کی جانب سے حکم دیا گیا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے جائیں تاکہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات برکات کا فیض حاصل کر سکیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے دین کا بول بالا ہو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق 1039ء میں غزنی سے لاہور آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی اور درسگاہ کا بھی آغاز کیا اس وقت لاہور پر غزنوی خاندان کی حکومت تھی حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق، کردار اور کرامات سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

8. دعوت تبلیغ کے سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کردار ادا کیا؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں بے شمار مصیبتیں اٹھائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے ساتھ عمل کرنے پر بہت زور دیا آپ کی تعلیمات اور کردار آج بھی ہمارے لیے شمع ہدایت ہے۔

9. حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام لکھیں۔
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام ہے "کشف المحجوب" ہے۔

Scanned with CamScanner

10. حضرت داتا گنج بخش ؒ کن علوم کے عالم تھے؟

جواب: آپ ؒ قرآن وحدیث اور فقہ کے عالم تھے۔

11. حضرت علی ہجویری ؒ کو کن زبانوں پر عبور حاصل تھا؟

جواب: حضرت علی ہجویری ؒ کی مادری زبان فارسی تھی تاہم آپ ؒ کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔

12. حضرت علی ہجویری ؒ کی تعلیمات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: حضرت علی ہجویری ؒ کے زمانے میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے معاشرے میں دین کی جڑیں کمزور ہو رہی تھیں۔ آپ ؒ نے انسانیت کی بہتری اور دین سے آگاہی کے لیے لوگوں کو تعلیمات دیں۔ آپ ؒ نے ہمیشہ علم کی ترغیب دی۔ غافل علماء اور جاہل صوفیا کی صحبت سے بچنے کی تاکید کی۔ آپ ؒ فرماتے تھے کہ فقیر کو صبر اور غنی کو شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ آپ ؒ کی تعلیمات کے مطابق حقیقی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کی پیروی کرنے والا ہو۔ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ بدی، کینہ، حسد، جھوٹ، مکر وفریب اور لالچ سے پرہیز کرنے والا ہو۔

طارق بن زیاد ؒ

تعارف: طارق بن زیاد ؒ کا شمار ان عظیم فاتحین میں ہوتا ہے جنہوں نے دنیا کا نقشہ ہی بدل ڈالا اور جن کی شجاعت، ہمت اور بہادری کے کارنامے تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ طارق بن زیاد فاتح سپین ہیں۔ آپ افریقہ کے رہنے والے اور بربر نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ایک مختصر فوج کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج کو شکست دی تھی اور دین اسلام کا پرچم بلند کیا تھا۔ طارق بن زیاد ؒ افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر کے نائب تھے۔ یہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کا دور حکومت تھا۔

سپین کی عیسائی حکومت کے حالات: طارق بن زیاد ؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کم عمری میں ہی تمام جنگی فنون سیکھ لیے تھے۔ اُس زمانے میں شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اسلامی سلطنت میں امن وامان اور خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ اس کے برعکس یورپ کے ملک سپین میں راڈرک کی حکومت تھی۔ جس نے ظلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ بادشاہ اور اُس کے درباری، امیر وزیر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ غریب عوام غربت کی چکی میں پس رہے تھے۔ راڈرک کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اُس کا گورنر جولین مسلمانوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا۔

سپین کی فتح: موسیٰ بن نصیر نے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے سپین فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے طارق بن زیاد ؒ کو سات ہزار جاں نثاروں کا لشکر دے کر سپین کی مہم پر روانہ کیا۔ طارق بن زیاد ؒ فرض شناس اور بلند ہمت انسان تھے۔ طارق بن زیاد ؒ نے افریقہ کے جنوبی ساحل کی طرف پیش قدمی کی اور وہ اندلس (سپین) میں ایک پہاڑی کے قریب اترے جو بعد میں جبل طارق کے نام سے مشہور ہوئی۔ راڈرک ایک لاکھ فوج لے کر مسلمانوں سے مقابلے کے لیے بڑھا۔ طارق بن زیاد ؒ نے والیِ افریقہ موسیٰ بن نصیر سے مزید مدد کی درخواست کی جس پر موسیٰ بن نصیر نے پانچ ہزار فوج روانہ کر دی یوں مسلمان فوج کی کل تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ مسلمانوں کی فوج صرف تلواروں اور نیزوں سے لیس تھی جبکہ اس کے مقابلے پر ایک لاکھ کا لشکر تھا جس کے پاس گھوڑے اور بہترین اسلحہ موجود تھا۔ اسلامی لشکر جب ساحل پر اتر گیا تو طارق بن زیاد نے ایک انتہائی جرأت مندانہ قدم اٹھایا۔ اس نے وہ تمام جہاز اور کشتیاں جلانے کا حکم دیا جن کے ذریعے وہ یہاں پہنچے تھے۔ طارق بن زیاد ؒ کے ساتھی دشمن کی تعداد اور ان کے ساز وسامان کی کثرت دیکھ کر متاثر ہوئے۔ طارق بن زیاد ؒ نے اس موقع پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس میں کہا:

طارق بن زیاد کی تقریر: ”مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ اب تمہارے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔ دشمن تمہارے آگے ہے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ اب عزم وہمت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تا کہ کامیابی تمہارے قدم چومے۔ تم اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے دین کو سر بلند کرنے کے لیے آئے ہو۔ تم جو عزم کرو گے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو آپس میں جھگڑا مت کرنا اگر تم دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے تو قتل کر دیے جاؤ گے یا گرفتار ہو کر برباد ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھو جب میں حملہ کروں تو تم بھی دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اُس وقت تک دم نہ لینا جب تک یہ جزیرہ فتح نہ ہو جائے“۔

تقریر کا اثر: طارق بن زیادہ ؒ کے خطبے نے مسلمانوں کے دلوں کو گرما دیا اور اُن میں جوش اور ولولے کی ایک نئی روح پھونک دی۔ 91 ہجری میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور بالآخر طارق بن زیاد ؒ ایمانی طاقت کے بل بوتے پر اپنے قلیل لشکر کے ساتھ کثیر لشکر پر غالب آ گئے اور جنوبی سپین پر طارق بن زیاد ؒ کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے پیش قدمی جاری رکھی اور سپین کے کئی اہم شہروں قرطبہ، مالقہ، البیرہ اور تدمیر کو فتح کر لیا۔ سپین (اندلس) کی تاریخی فتح کے بعد مسلمان آٹھ سو سال تک اندلس پر حکمرانی کرتے رہے۔

فتح سپین کے نتائج: سپین کی فتح نے یورپ کی معاشرتی زندگی پر زبردست اثر ڈالا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں سے رواداری اور فراخ دلی سیکھی۔ مسلمانوں کے حسن انتظام سے علاقے کے لوگوں کی حالت بہتر ہو گئی۔ وہ مسلمانوں کے زیر سایہ پُر امن اور خوش حال زندگی بسر کرنے لگے۔

طارق بن زیاد ؒ 95 ہجری میں موسیٰ بن نصیر کے ساتھ دمشق آ گئے اور وہاں قیام کے دوران اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

مشقی سوالات کا حل

1. درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(الف) طارق بن زیاد ؒ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: طارق بن زیاد ؒ ایک عظیم جرنیل اور فاتح تھے۔ جن کی شجاعت، ہمت اور بہادری کے کارنامے عالمی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں آپ افریقہ کے رہنے والے اور بربر نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر کے نائب تھے۔ یہ

Scanned with CamScanner

زمانہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کا دور حکومت تھا۔ آپ نے ایک مختصر فوج کے ساتھ ایک بڑی فوج کو شکست دی اور دین اسلام کا پرچم بلند کیا تھا آپ نے سپین کو فتح کیا تھا۔

(ب) طارق بن زیاد ؒ کی سپین کی طرف پیش قدمی کی تفصیلات تحریر کریں۔

جواب: موسیٰ بن نُصیر نے خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک سے سپین فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو طارق بن زیاد سات ہزار جاں نثاروں کے لشکر کے ساتھ سپین کی مہم پر روانہ ہوا۔ طارق بن زیاد نے افریقہ کے جنوبی ساحل کی طرف پیش قدمی کی اور اندلس میں ایک پہاڑی کے قریب اترے جسے بعد میں جبرالٹر (یعنی جبل طارق) کا نام دیا گیا۔ عیسائی ایک لاکھ کی تعداد میں سامنے موجود تھے۔ طارق بن زیاد نے پانچ ہزار فوج اور طلب کی جو روانہ کر دی گئی۔ مسلمان صرف تلواروں اور نیزوں سے لیس تھے۔ جبکہ عیسائی لشکر کے پاس گھوڑے اور بہترین اسلحہ تھا۔ طارق نے ساحل پر اتر کر اپنے جہاز اور کشتیاں جلانے کا حکم دیا اور ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔

(ج) طارق بن زیاد ؒ نے اپنے ساتھیوں سے کیا خطاب کیا؟

جواب: "مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ اب تمہارے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔ دشمن تمہارے آگے ہے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ اب عزم و ہمت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تا کہ کامیابی تمہارے قدم چومے۔ تم اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے آئے ہو۔ تم جو عزم کرو گے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو آپس میں جھگڑا مت کرنا اگر تم دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے تو قتل کر دیے جاؤ گے یا گرفتار ہو کر برباد ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھو جب میں حملہ کروں تو تم بھی دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اُس وقت تک دم نہ لینا جب تک یہ جزیرہ فتح نہ ہو جائے"۔

(د) طارق بن زیاد ؒ بطور سپہ سالار کیسے تھے؟ انہوں نے ساحل پر کشتیاں کیوں جلا دیں؟

جواب: بطور سپہ سالار طارق بن زیاد ؒ بہت شجاع، بہادر اور باہمت تھے۔ انہوں نے کم عمری میں ہی تمام جنگی فنون سیکھ لیے تھے۔ وہ ایک بہت بڑے مقرر تھے۔ جنگ سے پہلے انہوں نے ایک ولولہ انگیز تقریر کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں کو گرما دیا اور ان میں جوش اور ولولے کی ایک نئی روح پھونک دی۔ انہوں نے کشتیاں اور جہاز اس لیے نذر آتش کر دیے تا کہ مسلمان واپس جانے کا خیال دل سے نکال دیں۔ دشمن آگے اور سمندر پیچھے کے تصور سے صرف اور صرف فتح کا عزم لے کر میدان میں اتریں۔ اپنی جان لڑا دیں اور جزیرہ فتح ہونے تک دم نہ لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ہ) طارق بن زیاد ؒ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: طارق بن زیاد ؒ کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ فتح مندی کے لیے ظاہری اسباب کی کوئی حیثیت نہیں ہے جذبہ ایمانی اور توکل کامیابی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ رواداری اور فراخ دلی سے غیر مسلم لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔

2. صحیح جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

(الف) طارق بن زیاد ؒ کا تعلق کس نسل سے تھا؟

(الف) عرب (ب) ترک (ج) بربر

(ب) سپین کی فتح کے وقت افریقہ کا گورنر کون تھا؟

(الف) طارق بن زیاد ؒ (ب) موسیٰ بن نُصیر (ج) ولید بن عبدالملک

(ج) طارق بن زیاد ؒ کا فوجی لشکر کتنے افراد پر مشتمل تھا؟

(الف) 7 ہزار (ب) 10 ہزار (ج) 12 ہزار

(د) سپین کے بادشاہ کا کیا نام تھا؟

(الف) جولین (ب) تھوڈومر (ج) راڈرک

(ہ) سپین کس سن ہجری میں فتح ہوا؟

(الف) 91 ہجری (ب) 92 ہجری (ج) 93 ہجری

3. خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) طارق بن زیاد ؒ بربر نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

(ب) طارق بن زیاد ؒ افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر کے نائب تھے۔

(ج) راڈرک بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اس کا گورنر جولین مسلمانوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا۔

(د) مسلمانوں کی فوج کے مقابلے میں ایک لاکھ کا لشکر تھا۔

(ہ) طارق بن زیاد ؒ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ دمشق آ گئے۔

Scanned with CamScanner

4. درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے X کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) طارق بن زیاد ؒ یورپ کے رہنے والے تھے۔		X
(ب) طارق بن زیاد ؒ کو فاتح مصر کہا جاتا ہے۔		X
(ج) موسیٰ بن نصیر نے سپین فتح کرنے کے لیے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے اجازت طلب کی۔	✓	
(د) طارق بن زیاد ؒ سے مقابلے کے لیے راڈرک دس لاکھ فوج لے کر آگے بڑھا۔		X
(ہ) سپین (اندلس) کی تاریخی فتح کے بعد مسلمان آٹھ سو سال تک اندلس پر حکمرانی کرتے رہے۔	✓	

5. کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

	کالم "الف"	کالم "ب"
الف	طارق بن زیاد ؒ کا تعلق	دشمن کا لشکر ایک لاکھ فوج پر مشتمل تھا۔
ب	راڈرک بادشاہ کے ظلم سے تنگ آکر اس کا گورنر	جبل الطارق کے نام سے مشہور ہوئی۔
ج	طارق بن زیاد ؒ کا لشکر اندلس میں ایک پہاڑی کے قریب اُترا جو بعد میں	اپنی کشتیاں اور جہاز جلانے کا حکم دیا۔
د	مسلمانوں کی فوج کے مقابلے میں	مسلمانوں سے تعاون پر آمادہ ہوا۔
ہ	طارق بن زیاد ؒ نے	بربر نسل سے تھا۔

عملی کام:

☆ استاد طلبہ کے لیے گلوب پر سپین (اندلس) اور مراکش کے علاقوں کی نشاندہی کریں۔

☆ طارق بن زیاد ؒ کا خطبہ پڑھ کر اس کا خلاصہ اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

معروضی و انشائیہ سوالات
(مطابق امتحانی طریقہ کار پنجاب ایگزامینیشن کمیشن)

کثیر الانتخابی سوالات

1. طارق بن زیاد کو کہا جاتا ہے:
(a) فاتح ہند **(b)** فاتح سپین (c) فاتح سندھ (d) فاتح ایران

2. طارق بن زیاد ؒ رہنے والے تھے:
(a) افریقہ کے (b) یورپ کے (c) ایشیا کے (d) برطانیہ کے

3. طارق بن زیاد ؒ نے کس عمر میں تمام جنگی فنون سیکھ لیے:
(a) 10 برس (b) 12 برس (c) 13 برس **(d)** کم عمری میں

4. طارق بن زیاد ؒ سپین کی مہم پر لشکر لے کر روانہ ہوئے:
(a) سات ہزار کا (b) 8 ہزار کا (c) 9 ہزار کا (d) 10 ہزار کا

5. مسلمانوں کے خلاف راڈرک کے لشکر کی تعداد تھی:
(a) پچاس ہزار **(b)** ایک لاکھ (c) ڈیڑھ لاکھ (d) دو لاکھ

6. بادشاہ راڈرک کے مقابلے میں طارق بن زیاد کی فوج کی کل تعداد تھی:
(a) 10 ہزار **(b)** 12 ہزار (c) 14 ہزار (d) 16 ہزار

7. بادشاہ راڈرک اور طارق بن زیاد ؒ کی فوجوں کا مقابلہ کس سن ہجری میں ہوا:
(a) 90 **(b)** 91 (c) 92 (d) 93

8. سپین پر مسلمانوں نے کتنے سو سال حکومت کی؟
(a) آٹھ سو سال (b) دس سو سال (c) بارہ سو سال (d) چودہ سو سال

انشائیہ سوالات

1. طارق بن زیاد ؒ کا تعلق کہاں سے تھا؟
جواب: طارق بن زیاد ؒ کا تعلق افریقہ سے تھا۔

2. کس خلیفہ کے دور میں سپین فتح ہوا؟
جواب: خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں اسپین فتح ہوا۔

3. سپین کا بادشاہ اپنی عوام سے کیسا سلوک کرتا تھا؟
جواب: اس زمانے میں یورپ کے ملک سپین پر راڈرک کی حکومت تھی جس نے ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ بادشاہ اور اس کے درباری امیر، وزیر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ عوام غربت کی چکی میں پس رہے تھے۔ راڈرک بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اس کا گورنر جولین مسلمانوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا۔

4. طارق بن زیاد ؒ کتنی فوج کے ساتھ اسپین پہنچا؟
جواب: طارق بن زیاد ؒ کل 12 ہزار فوج کے ساتھ سپین پہنچا۔

Scanned with CamScanner